يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ

تم سے بہانے بنائیں گے ف۲۱۰ جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تم فرمانا بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز

نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَ سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ

تمہارا یقین نہ کریں گے اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ و رسول تمہارے کام

وَ رَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

دیکھیں گے ف۲۱۱ پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں جتا دے گا جو کچھ

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ

تم کرتے تھے اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے جب ف۲۱۲ تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے

لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ٘ وَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ

اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو ف۲۱۳ تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑو ف۲۱۴ وہ تو نرے (بالکل) پلید ہیں ف۲۱۵ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ

بدلہ اس کا جو کماتے تھے ف۲۱۶ تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر

تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ اَلْاَعْرَابُ

تم ان سے راضی ہو جاؤ ف۲۱۷ تو بے شک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا ف۲۱۸ گنوار ف۲۱۹

ف۲۱۰ اور باطل عذر پیش کریں گے یہ جہاد سے رہ جانے والے منافق تمہارے اس سفر سے واپس ہونے کے وقت ف۲۱۱ کہ تم نفاق سے توبہ کرتے ہو یا اس پر قائم رہتے ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ زمانۂ مستقبل میں وہ مومنین کی مدد کریں گے ہوسکتا ہے کہ اسی کی نسبت فرمایا گیا ہو کہ اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے کہ تم اپنے اس عہد کو بھی وفا کرتے ہو یا نہیں۔ ف۲۱۲ اپنے اس سفر سے واپس ہو کر مدینہ طیبہ میں ف۲۱۳ اور ان پر ملامت وعتاب نہ کرو۔ ف۲۱۴ اور ان سے اجتناب کرو۔ بعض مفسرین نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھنا، ان سے بولنا ترک کردو چنانچہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ منافقین کے پاس نہ بیٹھیں، ان سے بات نہ کریں کیونکہ ان کے باطن خبیث اور اعمال قبیح (بُرے) ہیں اور ملامت وعتاب سے ان کی اصلاح نہ ہوگی اس لئے کہ ف۲۱۵ اور پلیدی کے پاک ہونے کا کوئی طریقہ نہیں۔ ف۲۱۶ دنیا میں خبیث عمل۔ شانِ نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت جد بن قیس اور مُعَتِّب بن قُشَیر اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی، یہ اَسّی منافق تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے کلام نہ کرو۔ مقاتل نے کہا کہ یہ آیت عبداللہ بن اُبی کے حق میں نازل ہوئی، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھائی تھی کہ اب کبھی وہ جہاد میں جانے سے سستی نہ کرے گا اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ حضور اس سے راضی ہو جائیں اس پر یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی ف۲۱۷ اور ان کے عذر قبول کرلو تو اس سے انہیں کچھ نفع نہ ہوگا، کیونکہ تم اگر ان کی قسموں کا اعتبار بھی کرلو۔ ف۲۱۸ اس لئے کہ وہ ان کے دل کے کفر و نفاق کو جانتا ہے۔ ف۲۱۹ جنگل کے رہنے والے۔

اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى
کفراور نفاق میں زیادہ سخت ہیں ف۲۲۰ اور اسی قابل ہیں کہ اللّٰہ نے جو حکم اپنے رسول پر اتارے اس

رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۹۷﴾ وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یَّتَّخِذُ مَا
سے جاہل رہیں اور اللّٰہ علم و حکمت والا ہے اور کچھ گنوار وہ ہیں کہ جو اللّٰہ کی راہ میں خرچ کریں

یُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ یَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآىِٕرَ ؕ عَلَیْهِمْ دَآىِٕرَةُ السَّوْءِ ؕ وَ
تو اسے تاوان سمجھیں ف۲۲۱ اور تم پر گردشیں (مصائب) آنے کے انتظار میں رہیں ف۲۲۲ انھیں پر ہے بُری گردش ف۲۲۳ اور

اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۹۸﴾ وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ
اللّٰہ سنتا جانتا ہے اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللّٰہ اور قیامت پر ایمان

الْاٰخِرِ وَ یَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ
رکھتے ہیں ف۲۲۴ اور جو خرچ کریں اسے اللّٰہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ف۲۲۵

اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعث قرب ہے اللّٰہ جلد انھیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللّٰہ بخشنے والا

رَّحِیْمٌ ﴿۹۹﴾ ع وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ ع ۱۲ ۱
مہربان ہے اور سب میں اگلے پہلے مہاجر ف۲۲۶ اور انصار ف۲۲۷ اور

الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ
جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو (پیروی کرنے والے) ہوئے ف۲۲۸ اللّٰہ ان سے راضی ف۲۲۹ اور وہ اللّٰہ سے راضی ف۲۳۰ اور ان کے لئے

ف۲۲۰ کیونکہ وہ مجالسِ علم اور صحبتِ علماء سے دور رہتے ہیں۔ ف۲۲۱ کیونکہ وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں رضائے الٰہی اور طلبِ ثواب کے لئے تو کرتے نہیں ریاکاری اور مسلمانوں کے خوف سے خرچ کرتے ہیں۔ ف۲۲۲ اور یہ راہ دیکھتے ہیں کہ کب مسلمانوں کا زور کم ہو اور کب وہ مغلوب ہوں، انہیں خبر نہیں کہ اللّٰہ کو کیا منظور ہے وہ بتلا دیا جاتا ہے۔ ف۲۲۳ اور وہی رنج و بلا اور بدحالی میں گرفتار ہوں گے۔ **شانِ نزول:** یہ آیت قبیلہ اَسد و غطفان و تمیم کے اعرابیوں (دیہاتیوں) کے حق میں نازل ہوئی پھر اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے ان میں سے جن کو مستثنیٰ کیا ان کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ (خازن) ف۲۲۴ مجاہد نے کہا کہ یہ لوگ قبیلہ مُزَیْنَہ میں سے بنی مُقَرِّن ہیں۔ کَلْبِی نے کہا: وہ اسلم اور غِفار اور جُھَیْنَہ کے قبیلہ ہیں۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور شجاع اور غفار موالی ہیں، اللّٰہ اور رسول کے سوا ان کا کوئی مولا نہیں۔ ف۲۲۵ کہ جب رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے حضور میں صدقہ لائیں تو حضور ان کے لئے خیر و برکت و مغفرت کی دعا فرمائیں، یہی رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔ **مسئلہ:** یہی فاتحہ کی اصل ہے کہ صدقہ کے ساتھ دعائے مغفرت کی جاتی ہے، لہٰذا فاتحہ کو بدعت و ناروا (ناجائز) بتانا قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ ف۲۲۶ وہ حضرات جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں یا اہلِ بدر یا اہلِ بیعت رضوان ف۲۲۷ اصحابِ بیعت عقبہ اُولیٰ جو چھ حضرات تھے اور اصحاب بیعت عقبہ ثانیہ جو بارہ تھے اور اصحاب بیعت عقبہ ثالثہ جو ستّر اصحاب ہیں، یہ حضرات سابقینِ انصار کہلاتے ہیں۔ (خازن) ف۲۲۸ کہا گیا ہے کہ کہ ان سے باقی مہاجرین و انصار مراد ہیں تو اب تمام اصحاب اس میں آگئے اور

لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی

الْعَظِیْمُ ﴿۱۰۰﴾ وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَ مِنْ اَهْلِ

کامیابی ہے اور تمہارے آس پاس وا۲۳ کے کچھ گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ

الْمَدِیْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ

وقف منزل

والے ان کی خو (عادت) ہو گئی ہے نفاق تم انھیں نہیں جانتے ہم انھیں جانتے ہیں و۲۳۲

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ۚ وَ اٰخَرُوْنَ

جلد ہم انھیں دو بار و۲۳۳ عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے و۲۳۴ اور کچھ اور ہیں جو

اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا ؕ عَسَی اللّٰهُ اَنْ

اپنے گناہوں کے مُقِر (اقراری) ہوئے و۲۳۵ اور ملایا ایک کام اچھا و۲۳۶ اور دوسرا برا و۲۳۷ قریب ہے کہ

یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ

اللہ ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے محبوب ان کے مال میں سے

ایک قول یہ ہے کہ پیرو ہونے والوں سے قیامت تک کے وہ ایماندار مراد ہیں جو ایمان وطاعت ونیکی میں انصار ومہاجرین کی راہ چلیں۔ و۲۲۹ اس کو ان کے نیک عمل قبول و۲۳۰ اس کے ثواب وعطا سے خوش و۲۳۱ یعنی مدینہ طیبہ کے قرب وجوار و۲۳۲ اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ ایسا جاننا جس کا اثر انہیں معلوم ہو وہ ہمارا جاننا ہے کہ ہم انہیں عذاب کریں گے یا حضور سے منافقین کے حال جاننے کی نفی باعتبار ماسبق ہے اور اس کا علم بعد کو عطا ہوا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: "وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ"۔ (جمل) کلبی وسُدِّی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روز جمعہ خطبہ کے لئے قیام کرکے نام بنام فرمایا: نکل اے فلاں! تو منافق ہے، نکل اے فلاں! تو منافق ہے۔ تو مسجد سے چند لوگوں کو رسوا کرکے نکالا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو اس کے بعد منافقین کے حال کا علم عطا فرمایا گیا۔ و۲۳۳ ایک بار تو دنیا میں رسوائی اور قتل کے ساتھ اور دوسری مرتبہ قبر میں و۲۳۴ یعنی عذابِ دوزخ کی طرف جس میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔ و۲۳۵ اور انہوں نے دوسروں کی طرح جھوٹے عذر نہ کیے اور اپنے فعل پر نادم ہوئے۔ **شانِ نزول:** جمہور مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو غزوۂ تبوک میں حاضر نہ ہوئے تھے، اس کے بعد نادم ہوئے اور توبہ کی اور کہا: افسوس ہم گمراہوں کے ساتھ یا عورتوں کے ساتھ رہ گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب جہاد میں ہیں، جب حضور اپنے سفر سے واپس ہوئے اور قریبِ مدینہ پہنچے تو ان لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں گے اور ہرگز نہ کھولیں گے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کھولیں، یہ قسمیں کھا کر وہ مسجد کے ستونوں سے بندھ گئے۔ جب حضور تشریف لائے اور انہیں ملاحظہ کیا تو فرمایا: یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جو جہاد میں حاضر ہونے سے رہ گئے تھے، انہوں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ یہ اپنے آپ کو نہ کھولیں گے جب تک حضور ان سے راضی ہو کر انہیں خود نہ کھولیں۔ حضور نے فرمایا: اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں نہ کھولوں گا نہ ان کا عذر قبول کروں جب تک کہ مجھے اللہ کی طرف سے اُن کے کھولنے کا حکم دیا جائے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھولا تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ مال ہمارے رہ جانے کے باعث ہوئے، انہیں لیجئے اور صدقہ کیجئے اور ہمیں پاک کردیجئے اور ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمائیے۔ حضور نے فرمایا: مجھے تمہارے مال لینے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس پر اگلی آیت نازل ہوئی "خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ"۔ و۲۳۶ یہاں عملِ صالح سے یا اِعترافِ قصور اور توبہ مراد ہے یا اس تَخَلُّف (جہاد سے رہ جانے) سے پہلے غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہونا یا طاعت وتقویٰ کے تمام اعمال اس تقدیر پر آیت تمام مسلمانوں کے حق میں ہوگی۔ و۲۳۷ اس سے تَخَلُّف یعنی جہاد سے رہ جانا مراد ہے۔

صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَكَ

زکوٰۃ تحصیل (وصول) کروجس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کروف۲۳۸ بے شک تمہاری دعا

سَكَنٌ لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ

ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے کیا انھیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ

بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقے خود اپنے دستِ قدرت میں لیتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ

مہربان ہے ف۲۳۹ اور تم فرماؤ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور

الْمُؤْمِنُوْنَ ط وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

مسلمان اور جلد اس کی طرف پلٹو گے جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ ج وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ

تمہیں جتا دے گا اور کچھ ف۲۴۰ موقوف رکھے گئے ہیں اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے

وَ اِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

یا ان کی توبہ قبول کرے ف۲۴۱ اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور وہ جنہوں نے مسجد

مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا

بنائی ف۲۴۲ نقصان پہنچانے کو ف۲۴۳ اور کفر کے سبب ف۲۴۴ اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو ف۲۴۵ اور اس کے انتظار میں

ف۲۳۸ آیت میں جوصدقہ وارد ہوا ہے اس کے معنی میں مفسرین کے کئی قول ہیں: ایک تو یہ کہ وہ صدقہ غیر واجبہ تھا جو بطور کفّارہ کے ان صاحبوں نے دیا تھا جن کا ذِکر اُوپر کی آیت میں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس صدقہ سے مراد وہ زکوٰۃ ہے جو ان کے ذمہ واجب تھی، وہ تائب ہوئے اور انہوں نے زکوٰۃ ادا کرنی چاہی تو اللہ تعالٰی نے اس کے لینے کا حکم دیا۔ امام ابوبکر رازی جصاص نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔ (خازن واحکام القرآن) مدارک میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ صدقہ لینے والا صدقہ دینے والے کے لئے دعا کرے اور بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفٰی کی حدیث ہے کہ جب کوئی نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ لاتا آپ اس کے حق میں دعا کرتے۔ میرے باپ نے صدقہ حاضر کیا تو حضور نے دعا فرمائی "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰۤی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی" (یعنی اے اللہ عزوجل اَبی اوفی پر رحمت فرما)۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ فاتحہ میں جو صدقہ لینے والے صدقہ پا کر دُعا کرتے ہیں یہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ ف۲۳۹ اس میں توبہ کرنے والوں کو بشارت دی گئی کہ ان کی توبہ اور ان کے صدقات مقبول ہیں۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ جن لوگوں نے اب تک توبہ نہیں کی اس آیت میں انہیں توبہ اور صدقہ کی ترغیب دی گئی۔ ف۲۴۰ مُتَخَلِّفِیْن میں سے ف۲۴۱ مُتَخَلِّفِیْن یعنی غزوۂ تبوک سے رہ جانے والے تین قسم کے تھے: ایک منافقین جو نفاق کے خوگر اور عادی تھے۔ دوسرے وہ لوگ جنہوں نے قصور کے اعتراف اور توبہ میں جلدی کی جن کا اُوپر ذکر ہو چکا۔ تیسرے وہ جنہوں نے توقف کیا اور جلدی توبہ نہ کی، یہی اس آیت سے مراد ہیں۔ ف۲۴۲ شانِ نزول: یہ آیت ایک جماعتِ منافقین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مسجدِ قُبا کو نقصان پہنچانے اور اس کی

لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَيَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا

جو پہلے سے اللّٰہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے ف۲۴۶ اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو

الۡحُسۡنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمۡ فِيۡهِ اَبَدًا ؕ

بھلائی چاہی اور اللّٰہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا ف۲۴۷

لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقۡوٰى مِنۡ اَوَّلِ يَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِيۡهِ ؕ

بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے ف۲۴۸ وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو

فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾

اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں ف۲۴۹ اور ستھرے اللّٰہ کو پیارے ہیں

جماعت متفرق کرنے کے لئے اس کے قریب ایک مسجد بنائی تھی، اس میں ایک بڑی چال تھی وہ یہ کہ ابو عامر جو زمانۂ جاہلیت میں نصرانی راہب ہوگیا تھا سیّد عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر حضور سے کہنے لگا: یہ کون سا دین ہے جو آپ لائے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ میں ملتِ حَنِيۡفِيَّه دِيۡنِ ابراہیم لایا ہوں۔ کہنے لگا: میں اسی دین پر ہوں۔ حضور نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ نے اس میں کچھ اور ملا دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ نہیں، میں خالص صاف ملت لایا ہوں۔ ابو عامر نے کہا: ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللّٰہ اس کو مسافرت میں تنہا اور بیکس کر کے ہلاک کرے۔ حضور نے آمین فرمایا۔ لوگوں نے اس کا نام ابو عامر فاسق رکھ دیا۔ روز اُحد ابو عامر فاسق نے حضور سے کہا کہ جہاں کہیں کوئی قوم آپ سے جنگ کرنے والی ملے گی میں اس کے ساتھ ہو کر آپ سے جنگ کروں گا چنانچہ جنگِ حنین تک اس کا یہی معمول رہا اور وہ حضور کے ساتھ مصروفِ جنگ رہا۔ جب ہوازن کو شکست ہوئی اور وہ مایوس ہو کر ملک شام کی طرف بھاگا تو اس نے منافقین کو خبر بھیجی کہ تم سے جو سامانِ جنگ ہو سکے قوت وسلاح سب جمع کرو اور میرے لئے ایک مسجد بناؤ میں شاہِ روم کے پاس جاتا ہوں وہاں سے رومی لشکر لے کر آؤں گا اور (سیّد عالم) محمد (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کو نکالوں گا، یہ خبر پا کر ان لوگوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور سیّد عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا یہ مسجد ہم نے آسانی کے لئے بنا دی ہے کہ جو لوگ بوڑھے ضعیف کمزور ہیں وہ اس میں بہ فراغت نماز پڑھ لیا کریں آپ اس میں ایک نماز پڑھ دیجئے اور برکت کی دعا فرما دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ اب تو میں سفرِ تبوک کے لئے پابرکاب (چلنے کو تیار) ہوں واپسی پر اللّٰہ کی مرضی ہوگی تو وہاں نماز پڑھ لوں گا۔ جب نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ شریف کے قریب ایک موضع (گاؤں) میں ٹھہرے تو منافقین نے آپ سے درخواست کی کہ ان کی مسجد میں تشریف لے چلیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے فاسد ارادوں کا اظہار فرمایا گیا، تب رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جا کر ڈھا دیں اور جلا دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ابو عامر راہب ملک شام میں بحالتِ سفر بے کسی وتنہائی میں ہلاک ہوا۔ ف۲۴۳ مسجدِ قُبا والوں کے۔ ف۲۴۴ کہ وہاں خدا اور رسول کے ساتھ کفر کریں اور نفاق کو قوت دیں۔ ف۲۴۵ جو مسجدِ قُبا میں نماز کے لئے مجتمع ہوتے ہیں۔ ف۲۴۶ یعنی ابو عامر راہب۔ ف۲۴۷ اس میں سیّد عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو مسجد ضرار میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ **مسئلہ:** جو مسجد فخر وریا اور نمود ونمائش یا رضائے الٰہی کے سوا اور کسی غرض کے لئے یا غیر طیب مال سے بنائی گئی ہو وہ مسجد ضرار کے ساتھ لاحق ہے۔ (مدارک) ف۲۴۸ اس سے مراد مسجدِ قُبا ہے جس کی بنیاد رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے رکھی اور جب تک حضور نے قبا میں قیام فرمایا اس میں نماز پڑھی۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہر ہفتہ مسجد قبا میں تشریف لاتے تھے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مسجدِ قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عُمرہ کے برابر ہے۔ مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مسجدِ مدینہ مراد ہے اور اس میں بھی حدیثیں وارد ہیں، ان دونوں باتوں میں کچھ تعارض نہیں کیونکہ آیت کا مسجد قبا کے حق میں نازل ہونا اس کو مستلزم نہیں ہے کہ مسجد مدینہ میں یہ اوصاف نہ ہوں۔ ف۲۴۹ تمام نجاستوں سے یا گناہوں سے۔ **شانِ نزول:** یہ آیت اہلِ مسجدِ قبا کے حق میں نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے گروہِ انصار! اللّٰہ عزوجل نے تمہاری ثنا فرمائی، تم وضو اور استنجے کے وقت کیا عمل کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہم بڑا استنجا تین ڈھیلوں سے کرتے ہیں، اس کے بعد پھر پانی سے طہارت کرتے ہیں۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ

تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللّٰہ سے ڈر اوراس کی رضا پر ف۲۵۰ وہ بھلا یا وہ جس

اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ

نے اپنی نیو چُنی (بنیاد رکھی) ایک گراؤ گڑھے کے کنارے ف۲۵۱ تو وہ اسے لےکر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا ف۲۵۲ اور اللّٰہ

لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْا رِيْبَةً فِىْ

ظالموں کو راہ نہیں دیتا وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی

ع ۱۳ ۲ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ

رہے گی ف۲۵۳ مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں ف۲۵۴ اور اللّٰہ علم و حکمت والا ہے بے شک اللّٰہ نے

اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ

مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے ف۲۵۵

يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۟ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى

اللّٰہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں ف۲۵۶ اور مریں ف۲۵۷ اس کے ذمۂ کرم پر سچا وعدہ

التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

توریت اور انجیل اور قرآن میں ف۲۵۸ اور اللّٰہ سے زیادہ قول کا پورا کون تو خوشیاں مناؤ

مسئلہ: نجاست اگر جائے خروج سے مُتَجاوِز ہوجائے تو پانی سے استنجا واجب ہے ورنہ مستحب۔ مسئلہ: ڈھیلوں سے استنجا سنت ہے، نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اس پر مُواظَبت (ہمیشگی) فرمائی اور کبھی ترک بھی کیا۔ ف۲۵۰ جیسے کہ مسجدِ قبا اور مسجدِ مدینہ۔ ف۲۵۱ جیسے کہ مسجدِ ضرار والے۔ ف۲۵۲ مراد یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے دین کی بِنا (بنیاد) تقویٰ اور رضائے الٰہی کی مضبوط سطح پر رکھی وہ بہتر ہے نہ کہ وہ جس نے اپنے دین کی بِنا باطل ونفاق کے گراؤ گڑھے پر رکھی۔ ف۲۵۳ اور اس کے گرائے جانے کا صدمہ باقی رہے گا۔ ف۲۵۴ خواہ قتل ہوکر یا مرکر یا قبر میں یا جہنم میں۔ معنی یہ ہیں کہ ان کے دلوں کا غم وغصہ تا مرگ باقی رہے گا: بمیرتا برہی اے حُسود کیں رَنجیسْت کہ از مشقتِ اُوجُز بمَرگ نَتَواں رَسْت (اے حاسد! حسد کی بیماری سے چھٹکارا پانے کیلئے مرجا کیونکہ اس سے نجات پانے کیلئے تیرے پاس موت کے سوا کوئی راستہ نہیں) اور یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ جب تک ان کے دل اپنے قصور کی ندامت اور افسوس سے پارہ پارہ نہ ہوں اور وہ اِخلاص سے تائب نہ ہوں اس وقت تک وہ اسی رنج وغم میں رہیں گے۔ (مدارک) ف۲۵۵ راہِ خدا میں جان و مال خرچ کرکے جنت پانے والے ایمان داروں کی ایک تمثیل ہے جس سے کمال لطف وکرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے انہیں جنت عطا فرمانا ان کے جان و مال کا عوض قرار دیا اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا یہ کمال عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے خریدے کس چیز کو جو نہ ہماری بنائی ہوئی نہ ہماری پیدا کی ہوئی، جان ہے تو اس کی پیدا کی ہوئی، مال ہے تو اس کا عطا فرمایا ہوا۔ شانِ نزول: جب انصار نے رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے شب عقبہ بیعت کی تو عبداللّٰہ بن رواحہ رضی اللّٰہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللّٰہ! اپنے رب کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرمالیجئے جو آپ چاہیں۔ فرمایا: میں اپنے رب کے لئے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارا نہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا: جنت۔ ف۲۵۶ خدا کے دشمنوں کو ف۲۵۷ راہِ خدا میں ف۲۵۸ اس سے ثابت ہوا کہ تمام شریعتوں اور ملتوں میں جہاد کا حکم تھا۔

بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآىِٕبُوْنَ

اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے توبہ والے ف۲۵۹

الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآىِٕحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ

عبادت والے ف۲۶۰ سراہنے والے ف۲۶۱ روزے والے رکوع والے سجدہ والے ف۲۶۲ بھلائی کے

بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ

بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے ف۲۶۳ اور

بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا

خوشی سناؤ مسلمانوں کو ف۲۶۴ نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی

لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْۤا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ

بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں ف۲۶۵ جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ

الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ

دوزخی ہیں ف۲۶۶ اور ابراہیم کا اپنے باپ ف۲۶۷ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب

وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ

جو اس سے کر چکا تھا ف۲۶۸ پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا (لاتعلق ہوگیا) ف۲۶۹ بے شک ابراہیم ضرور

ف۲۵۹ تمام گناہوں سے ف۲۶۰ اللہ کے فرمانبردار بندے جو اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں اور عبادت کو اپنے اوپر لازم جانتے ہیں ف۲۶۱ جو ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ ف۲۶۲ یعنی نمازوں کے پابند اور ان کو خوبی سے ادا کرنے والے ف۲۶۳ اور اس کے احکام بجالانے والے یہ لوگ جنتی ہیں ف۲۶۴ کہ وہ اللہ کا عہد وفا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ ف۲۶۵ **شانِ نزول:** اس آیت کے شانِ نزول میں مفسرین کے چند قول ہیں: (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ممانعت فرمادی۔ (۲) سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی زیارتِ قبر کی اجازت چاہی اس نے مجھے اجازت دی پھر میں نے ان کے لئے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہ دی اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی "مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ" اَقُوْلُ (میں کہتا ہوں): یہ وجہ شانِ نزول کی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث حاکم نے روایت کی اور اس کو صحیح بتایا اور ذہبی نے حاکم پر اعتماد کر کے میزان میں اس کی تصحیح کی لیکن "مختصر المستدرک" میں ذہبی نے اس حدیث کی تضعیف کی اور کہا کہ ایوب بن ہانی کو ابن معین نے ضعیف بتایا ہے علاوہ بریں یہ حدیث بخاری کی حدیث کے مخالف بھی ہے جس میں اس آیت کے نزول کا سبب آپ کا والدہ کے لئے استغفار کرنا نہیں بتایا گیا بلکہ بخاری کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ ابوطالب کے لئے استغفار کرنے کے باب میں یہ حدیث وارد ہوئی اس کے علاوہ اور حدیثیں جو اس مضمون کی ہیں جن کو طبرانی اور ابن سعد اور ابن شاہین وغیرہ نے روایت کیا ہے وہ سب ضعیف ہیں ابن سعد نے طبقات میں حدیث کی تخریج کے بعد اس کو غلط بتایا اور سند المحدثین امام جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ التعظیم والمنۃ میں اس مضمون کی تمام احادیث کو معلول بتایا لہٰذا یہ وجہِ شانِ نزول میں صحیح نہیں اور یہ ثابت ہے اس پر بہت دلائل قائم ہیں کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ مُوَحِّدَہ اور دین ابراہیمی پر تھیں۔ (۳) بعض اصحاب نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آباء کے لئے استغفار کرنے کی درخواست کی تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی ف۲۶۶ شرک پر مرے ف۲۶۷ یعنی آزر ف۲۶۸ اس سے یا تو

لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ

بہت آہیں کرنے والا ف۲۷۰ مُتَحَمِّل ہے اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ فرمائے ف۲۷۱

حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ

جب تک انھیں صاف نہ بتادے کہ کس چیز سے انھیں بچنا چاہیے ف۲۷۲ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے بے شک اللہ

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا

اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

تمہارا کوئی والی اور نہ مددگار بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اور ان مہاجرین

وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ

اور انصار پر جنھوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا ف۲۷۳ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ

قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ لا

ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں ف۲۷۴ پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا ف۲۷۵ بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے

وہ وعدہ مراد ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر سے کیا تھا کہ میں اپنے رب سے تیری مغفرت کی دعا کروں گا یا وہ وعدہ مراد ہے جو آزر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسلام لانے کا کیا تھا۔ **شانِ نزول:** حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ" تو میں نے سنا کہ ایک شخص اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کر رہا ہے باوجودیکہ وہ دونوں مشرک تھے تو میں نے کہا تو مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے اس نے کہا کیا ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے لئے دعا نہ کی تھی وہ بھی تو مشرک تھا، یہ واقعہ میں نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا استغفار بہ امیدِ اسلام تھا جس کا آزر آپ سے وعدہ کر چکا تھا اور آپ آزر سے استغفار کا وعدہ کر چکے تھے جب وہ اُمید منقطع ہوگئی تو آپ نے اس سے اپنا علاقہ قطع (تعلق ختم) کر دیا ف۲۶۹ اور استغفار کرنا ترک فرما دیا۔ ف۲۷۰ "کثیرُ الدُّعا مُتَضَرِّع" (بہت زیادہ دعا اور اِظہارِ عجز و خشوع کرنے والا)۔ ف۲۷۱ یعنی ان پر گمراہی کا حکم کرے اور انہیں گمراہوں میں داخل فرما دے ف۲۷۲ معنی یہ ہیں کہ جو چیز ممنوع ہے اور اس سے اجتناب واجب ہے اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ اُس وقت تک اپنے بندوں کی گرفت نہیں فرماتا جب تک کہ اس کی ممانعت کا صاف بیان اللہ کی طرف سے نہ آجائے لہٰذا قبلِ ممانعت اس فعل کے کرنے میں حَرَج نہیں۔ (مدارک وخازن) **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی جانبِ شرع سے ممانعت نہ ہو وہ جائز ہے۔ **شانِ نزول:** جب مومنین کو مشرکین کیلئے استغفار کرنے سے منع فرمایا گیا تو انہیں اندیشہ ہوا کہ ہم پہلے جو استغفار کر چکے ہیں کہیں اس پر گرفت نہ ہو اس آیت سے انہیں تسکین دی گئی اور بتایا گیا کہ ممانعت کا بیان ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے سے مواخذہ ہوتا ہے۔ ف۲۷۳ یعنی غَزْوَۂ تبوک میں جس کو غزوۂ عُسْرَت بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں عُسْرَت (مفلسی و تنگی) کا یہ حال تھا کہ دس دس آدمیوں میں سواری کے لئے ایک ایک اُونٹ تھا، نَوبَت بہ نَوبَت (باری باری) اسی پر سوار ہو لیتے تھے اور کھانے کی قلت کا یہ حال تھا کہ ایک ایک کھجور پر کئی کئی آدمی بسر کرتے تھے، اس طرح کہ ہر ایک نے تھوڑی تھوڑی چوس کر ایک گھونٹ پانی پی لیا، پانی کی بھی نہایت قلت تھی، گرمی شدت کی تھی، پیاس کا غلبہ اور پانی ناپید، اس حال میں صحابہ اپنے صدق و یقین اور ایمان و اِخلاص کے ساتھ حضور کی جاں نثاری میں ثابت قدم رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔ فرمایا: کیا تمہیں یہ خواہش ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ تو حضور نے دستِ مبارک اُٹھا کر دعا فرمائی اور ابھی دستِ مبارک اُٹھے ہی ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اَبر بھیجا، بارش ہوئی، لشکر سیراب ہوا، لشکر والوں نے اپنے برتن بھر لئے، اس کے بعد جب آگے چلے تو زمین خشک تھی، اَبر نے لشکر کے باہر بارش ہی نہیں کی، وہ خاص اسی لشکر کو سیراب کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ف۲۷۴ اور وہ اس شدت و سختی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونا گوارا کریں۔ ف۲۷۵ اور وہ صابر

وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ

اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے ۲۷۶ یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر

بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ

تنگ ہو گئی ۲۷۷ اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے ۲۷۸ اور انھیں یقین ہوا کہ اللّٰہ سے پناہ

اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ

نہیں مگر اسی کے پاس پھر ۲۷۹ ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں بے شک اللّٰہ ہی توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيْمُ ۠ (۱۱۸) ع ۱۴ ۸ ۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (۱۱۹)

مہربان ہے اے ایمان والو اللّٰہ سے ڈرو ۲۸۰ اور سچوں کے ساتھ ہو ۲۸۱

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا

مدینے والوں ۲۸۲ اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللّٰہ سے

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

پیچھے بیٹھ رہیں ۲۸۳ اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں ۲۸۴ یہ اس لئے کہ انھیں

لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَــٴُوْنَ

جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللّٰہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم

وثابت رہے اوران کا اخلاص محفوظ رہا اور جو خطرہ دل میں گزرا تھا اس پر نادم ہوئے۔ ف۲۷۶ توبہ سے، جن کا ذکر آیت "وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ" میں ہے اور یہ تین صاحب کَعْب بن مالِک اور ہِلال بن اُمَیَّہ اور مَرارَہ بن رَبِیع ہیں یہ سب انصاری تھے۔ رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپس ہو کر ان سے جہاد میں حاضر نہ ہونے کی وجہ دریافت فرمائی اور فرمایا: ٹھہرو! جب تک اللّٰہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی فیصلہ فرمائے اور مسلمانوں کو ان لوگوں سے ملنے جلنے کلام کرنے سے ممانعت فرمادی حتیٰ کہ ان کے رشتہ داروں اور دوستوں نے ان سے کلام ترک کر دیا یہاں تک کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کو کوئی پہچانتا ہی نہیں اور ان کی کسی سے شناسائی (واقفیت) ہی نہیں، اس حال پر انہیں پچاس روز گزرے۔ ف۲۷۷ اور انہیں کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی جہاں ایک لمحہ کے لئے انہیں قرار ہوتا، ہر وقت پریشانی اور رنج وغم بے چینی واضطراب میں مبتلا تھے۔ ف۲۷۸ شدتِ رنج وغم سے، نہ کوئی اَنِیْس (دوست) ہے جس سے بات کریں نہ کوئی غمخوار جسے حالِ دل سنائیں، وحشت و تنہائی ہے اور شب وروز کی گریہ وزاری۔ ف۲۷۹ اللّٰہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ف۲۸۰ معاصی ترک کرو۔ ف۲۸۱ جو صادق الایمان ہیں، مخلص ہیں، رسول کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی اِخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللّٰہ عنہما مراد ہیں۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ مہاجرین۔ حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما نے فرمایا کہ وہ لوگ جن کی نیتیں ثابت رہیں اور قلب واعمال مستقیم اور وہ اِخلاص کے ساتھ غزوۂ تبوک میں حاضر ہوئے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اجماع حجت ہے کیونکہ صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا، اس سے ان کے قول کا قبول کرنا لازم آتا ہے۔ ف۲۸۲ یہاں اہلِ مدینہ سے مدینہ طیبہ میں سکونت رکھنے والے مراد ہیں خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار۔ ف۲۸۳ اور جہاد میں حاضر نہ ہوں۔ ف۲۸۴ بلکہ انہیں حکم تھا کہ شدت و تکلیف میں حضور کا ساتھ نہ چھوڑیں اور سختی کے موقع پر اپنی جانیں آپ پر فدا کریں۔

مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ

رکھتے ہیں ف۲۸۵ جس سے کافروں کو غیظ (غصہ) آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں ف۲۸۶ اس سب کے بدلے ان کے لئے

عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ ۙ وَلَا يُنْفِقُوْنَ

نیک عمل لکھا جاتا ہے ف۲۸۷ بے شک اللہ نیکوں کا نیگ (اَجر و انعام) ضائع نہیں کرتا اور جو کچھ خرچ کرتے

نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ

ہیں چھوٹا ف۲۸۸ یا بڑا ف۲۸۹ اور جو نالا طے کرتے ہیں سب ان کے لئے لکھا جاتا ہے

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ

تاکہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے ف۲۹۰ اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا

لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ

کہ سب کے سب نکلیں ف۲۹۱ تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ف۲۹۲ ایک جماعت نکلے

لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ

کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں ف۲۹۳ اس امید پر کہ

ف۲۸۵ اور کفار کی زمین کو اپنے گھوڑوں کے سُموں (پاؤں کے کھروں) سے روندتے ہیں۔ ف۲۸۶ قید کرکے یا قتل کرکے یا زخمی کرکے یا ہزیمت (شکست) دے کر۔ ف۲۸۷ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اطاعتِ الٰہی کا قصد کرے اس کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، حرکت کرنا، ساکن رہنا، سب نیکیاں ہیں، اللہ کے یہاں لکھی جاتی ہیں۔ ف۲۸۸ یعنی قلیل مثلاً ایک کھجور۔ ف۲۸۹ جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ عُسرت میں خرچ کیا۔ ف۲۹۰ اس آیت سے جہاد کی فضیلت اور اس کا حُسنُ الْاَعمال ہونا ثابت ہوا ف۲۹۱ اور ایک دم اپنے وطن خالی کردیں۔ ف۲۹۲ ایک جماعت وطن میں رہے اور ف۲۹۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قبائلِ عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتیں اور وہ حضور سے دین کے مسائل سیکھتے اور تَفَقُّہ (دین میں سمجھ بوجھ) حاصل کرتے اور اپنے لئے احکام دریافت کرتے اور اپنی قوم کے لئے حضور انہیں اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز، زکوٰۃ، وغیرہ کی تعلیم کے لئے انہیں ان کی قوم پر مامور فرماتے۔ جب وہ لوگ اپنی قوم میں پہنچتے تو اعلان کردیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دین کے تمام ضروری علوم تعلیم فرمادیتے۔ (خازن) یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزۂ عظیمہ ہے کہ بالکل بے پڑھے لوگوں کو بہت تھوڑی دیر میں دین کے احکام کا عالم اور قوم کا ہادِی (راہنما) بنادیتے تھے۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے:۔ مسئلہ: علم دین حاصل کرنا فرض ہے۔ جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لئے ممنوع و حرام ہیں اس کا سیکھنا فرضِ عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرض کفایہ۔ حدیث شریف میں ہے: علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم سیکھنا نفل نماز سے افضل ہے۔ مسئلہ: طلب علم کے لئے سفر کا حکم حدیث شریف میں ہے: جو شخص طلب علم کے لئے راہ چلے اللہ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کرتا ہے۔ (ترمذی) مسئلہ: فقہ افضل ترین عُلوم ہے۔ حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے لئے بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں فقیہ بناتا ہے، میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا۔ (بخاری ومسلم) حدیث میں ہے: ایک ''فقیہ'' شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔ (ترمذی) ''فقہ'' اَحکامِ دین کے علم کو کہتے ہیں۔ فقہِ مُصطَلَح اس کا صحیح مصداق ہے۔

يَحۡذَرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ يَلُوۡنَكُمۡ مِّنَ ع ۱۵ ۴ ۴

وہ بچیں ف۲۹۴ اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب

الۡكُفَّارِ وَلۡيَجِدُوۡا فِيۡكُمۡ غِلۡظَةً ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۲۳﴾

ہیں ف۲۹۵ اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ف۲۹۶

وَاِذَا مَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ اَيُّكُمۡ زَادَتۡهُ هٰذِهٖۤ

اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں کس کے ایمان کو ترقی

اِيۡمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّهُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ

دی ف۲۹۷ تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اور

اَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ فَزَادَتۡهُمۡ رِجۡسًا اِلٰى رِجۡسِهِمۡ وَمَاتُوۡا

جن کے دلوں میں آزار (بیماری) ہے ف۲۹۸ انہیں اور پلیدی پر پلیدی بڑھائی ف۲۹۹ اور کفر ہی

وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوۡنَ اَنَّهُمۡ يُفۡتَنُوۡنَ فِىۡ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوۡ

پر مر گئے کیا انہیں ف۳۰۰ نہیں سوجھتا کہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے

مَرَّتَيۡنِ ثُمَّ لَا يَتُوۡبُوۡنَ وَلَا هُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَاۤ اُنۡزِلَتۡ

جاتے ہیں ف۳۰۱ پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں اور جب کوئی سورت

سُوۡرَةٌ نَّظَرَ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ ؕ هَلۡ يَرٰٮكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوۡا ؕ

اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے ف۳۰۲ کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں ف۳۰۳ پھر پلٹ جاتے ہیں ف۳۰۴

صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ لَـقَدۡ جَآءَكُمۡ

اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے ف۳۰۵ کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں ف۳۰۶ بے شک تمہارے پاس تشریف

ف۲۹۴ عذابِ الٰہی سے اَحکامِ دین کا اِتباع کر کے۔ ف۲۹۵ قِتال تمام کافروں سے واجب ہے قریب کے ہوں یا دور کے لیکن قریب والے مقدم ہیں پھر جو ان سے متصل ہوں ایسے ہی درجہ بدرجہ۔ ف۲۹۶ انہیں غلبہ دیتا ہے اور ان کی نصرت فرماتا ہے۔ ف۲۹۷ یعنی منافقین آپس میں بطریقِ استہزاء ایسی باتیں کہتے ہیں، ان کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے: ف۲۹۸ شک ونفاق کا۔ ف۲۹۹ کہ پہلے جتنا نازل ہوا تھا اسی کے انکار کے وبال میں گرفتار تھے، اب جو اور نازل ہوا اس کے انکار کی خباثت میں بھی مبتلا ہوئے۔ ف۳۰۰ یعنی منافقین کو ف۳۰۱ امراض وشدائد اور قحط وغیرہ کے ساتھ۔ ف۳۰۲ اور آنکھوں سے نکل بھاگنے کے اشارے کرتا ہے اور کہتا ہے: ف۳۰۳ اگر دیکھتا ہوا تو بیٹھ گئے ورنہ نکل گئے۔ ف۳۰۴ کفر کی طرف ف۳۰۵ اس سبب سے ف۳۰۶ اپنے نفع وضرر کو نہیں سوچتے۔

رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ

لائے تم میں سے وہ رسول ف۳۰۷ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے

بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ۖ

مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان ف۳۰۸ پھر اگر وہ منہ پھیریں ف۳۰۹ تو تم فرمادو کہ مجھے اللہ کافی ہے

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ ﴿١٢٩﴾ ع ١٦ ٥

اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے ف۳۱۰

اٰیاتھا ١٠٩ ١٠ سُوۡرَةُ يُوۡنُسَ مَكِّيَّةٌ ٥١ رکوعاتھا ١١

سورۂ یونس مکیہ ہے اس میں ایک سو نو آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

الۤرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ﴿١﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَيۡنَاۤ

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں کیا لوگوں کو اس کا اچنبھا (تعجب) ہوا کہ ہم نے ان میں سے

اِلٰى رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَهُمۡ

ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ ف۲ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کیلئے

قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕؔ قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿٢﴾

ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے کافر بولے بیشک یہ تو کھلا جادوگر ہے ف۳

المنزل الثالث 3

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ف۳۰۷ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عربی قرشی جن کے حسب ونسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں اور تم ان کے صدق وامانت، زُہد وتقویٰ، طہارت وتقدس اور اخلاقِ حمیدہ کو بھی خوب جانتے ہو اور ایک قراءۃ میں "اَنۡفَسِكُمۡ" بفتح "فا" آیا ہے، اس کے معنی ہیں کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف وافضل۔ اس آیت کریمہ میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلاد مبارک کا بیان ہے۔ ترمذی کی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان قیام کر کے فرمایا۔ **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد مبارک کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ ف۳۰۸ اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دو ناموں سے مشرف فرمایا یہ کمالِ تکریم ہے اس سرورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ف۳۰۹ یعنی منافقین وکفار آپ پر ایمان لانے سے اِعراض کریں۔ ف۳۱۰ حاکم نے مستدرک میں اُبی ابن کعب سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ "لَقَدۡ جَآءَكُمۡ" سے آخر سورت تک دونوں آیتیں قرآن کریم میں سب کے بعد نازل ہوئیں۔ ف۱ سورۂ یونس مکیہ ہے سوائے تین آیتوں کے "فَاِنۡ كُنۡتَ فِىۡ شَكٍّ" سے۔ اس میں گیارہ رکوع اور ایک سو نو آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو بتیس کلمے اور نو ہزار ننانوے حرف ہیں۔ ف۲ **شانِ نزول:** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت سے مشرف فرمایا اور آپ نے اس کا اظہار کیا تو عرب مُنکر ہو گئے اور ان میں سے بعضوں نے یہ کہا کہ اللہ اس سے برتر ہے کہ کسی بشر کو رسول بنائے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ ف۳ کفار نے پہلے تو بشر کا رسول ہونا قابلِ تعجب وانکار قرار دیا اور پھر جب حضور کے معجزات دیکھے اور

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ

عرش پر اِستواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے کام کی تدبیر فرماتا ہے ف٤ کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت

اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③ اِلَيْهِ

کے بعد ف٥ یہ ہے اللہ تمہارا رب ف٦ تو اس کی بندگی کرو تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اسی کی طرف

مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

تم سب کو پھرنا ہے ف٧ اللہ کا سچا وعدہ بے شک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائیگا

لِيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ

کہ ان کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انصاف کا صلہ دے ف٨ اور کافروں

كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ④ هُوَ

کے لئے پینے کو کھولتا پانی اور درد ناک عذاب بدلہ ان کے کفر کا وہی

الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا

ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں ف٩ کہ تم

عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ

برسوں کی گنتی اور ف١٠ حساب جانو اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق ف١١ نشانیاں

یقین ہوا کہ یہ بشر کے مَقدِرَت (انسان کی طاقت) سے بالاتر ہیں تو آپ کو ساحر (جادوگر) بتایا، ان کا یہ دعویٰ تو کذب و باطل ہے مگر اس میں بھی حضور کے کمال اور اپنے عجز کا اعتراف پایا جاتا ہے۔ ف٤ یعنی تمام خَلق کے اُمور کا حسبِ اقتضاءِ حکمت سرانجام فرماتا ہے۔ ف٥ اس میں بُت پرستوں کے اس قول کا رد ہے کہ بت ان کی شفاعت کریں گے، انہیں بتایا گیا کہ ''شفاعت'' ماذُونِین (اجازت یافتہ) کے سوا کوئی نہیں کرے گا اور ماذُون صرف اس کے مقبول بندے ہوں گے۔ ف٦ جو آسمان و زمین کا خالق اور تمام اُمور کا مُدَبِّر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں فقط وہی مستحقِ عبادت ہے۔ ف٧ روزِ قیامت اور یہی ہے۔ ف٨ اس آیت میں حشر و نشر و معاد کا بیان اور منکرین کا رد ہے اور اس پر نہایت لطیف پیرایہ میں دلیل قائم فرمائی گئی ہے کہ وہ پہلی بار بناتا ہے اور اعضاء مرکبہ کو پیدا کرتا ہے اور ترکیب دیتا ہے تو موت کے ساتھ متفرق و منتشر ہونے کے بعد ان کو دوبارہ پھر ترکیب دینا اور بنے ہوئے انسان کو فنا کے بعد پھر دوبارہ بنا دینا اور وہی جان جو اس بدن سے متعلق تھی اس کو اس بدن کی درستی کے بعد پھر اسی بدن سے متعلق کر دینا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے اور اس دوبارہ پیدا کرنے کا مقصود جزائے اعمال یعنی مطیع کو ثواب اور عاصی (نافرمان) کو عذاب دینا ہے۔ ف٩ اٹھائیس منزلیں جو بارہ برجوں پر منقسم ہیں ہر برج کے لئے ۲⅓ منزلیں ہیں، چاند ہر شب ایک منزل میں رہتا ہے اور مہینہ تیس دن کا ہو تو دو شب، ورنہ ایک شب چھپتا ہے۔ ف١٠ مہینوں، دنوں، ساعتوں کا ف١١ کہ اس سے اس کی قدرت اور اس کی وحدانیت کے دلائل ظاہر ہوں۔

الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿٥﴾ اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَا خَلَقَ
مُفصّل بیان فرماتا ہے علم والوں کے لئے و۱۲ بے شک رات اور دن کا بدلتا آنا اور جو کچھ

اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ﴿٦﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا
اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ان میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کے لئے بے شک وہ جو

یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ الَّذِیْنَ هُمْ
ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے و۱۳ اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہو گئے و۱۴ اور وہ جو

عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾ لا اُولٰٓىٕكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿٨﴾
ہماری آیتوں سے غفلت کرتے ہیں و۱۵ ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے بدلہ ان کی کمائی کا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ ج
بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انھیں راہ دے گا و۱۶

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿٩﴾ دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا
ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی نعمت کے باغوں میں ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ج وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ
اللہ تجھے پاکی ہے و۱۷ اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے و۱۸ اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سراہا (خوبیوں والا)

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٠﴾ ع وَ لَوْ یُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ ع ۱/۲
اللہ جو رب ہے سارے جہان کا و۱۹ اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی

و۱۲ کہ ان میں غور کر کے نفع اٹھائیں۔ و۱۳ روزِ قیامت اور ثواب و عذاب کے قائل نہیں۔ و۱۴ اور اس فانی (دنیا) کو جاوِدانی (ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت) پر ترجیح دی اور عمر اس کی طلب میں گزاری۔ و۱۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہاں آیات سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور قرآن شریف مراد ہے اور غفلت کرنے سے مراد ان سے اِعراض کرنا ہے۔ و۱۶ جنتوں کی طرف۔ قتادہ کا قول ہے کہ مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل خوبصورت شکل میں اس کے سامنے آئے گا۔ یہ شخص کہے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گا: میں تیرا عمل ہوں اور اس کے لئے نور ہوگا اور جنت تک پہنچائے گا اور کافر کا معاملہ برعکس ہوگا کہ اس کا عمل بری شکل میں نمودار ہو کر اسے جہنم پہنچائے گا۔ و۱۷ یعنی اہل جنت اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید، تقدیس میں مشغول رہیں گے اور اس کے ذکر سے انہیں فرحت و سرور اور انتہا درجہ کی لذت حاصل ہوگی، سبحان اللہ۔ و۱۸ یعنی اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کی تحیت و تکریم (تعظیم) سلام سے کریں گے یا ملائکہ انہیں بطور تحیت سلام عرض کریں گے یا ملائکہ رب عزوجل کی طرف سے ان کے پاس سلام لائیں گے۔ و۱۹ ان کے کلام کی ابتداء اللہ کی تَعْظِیْم و تَنْزِیْه (پاکی) سے ہوگی اور کلام کا اختتام اس کی حمد و ثنا پر ہوگا۔

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

جلدی کرتے ہیں تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا ف۲۰ تو ہم چھوڑتے انہیں جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے

فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ

کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں ف۲۱ اور جب آدمی کو ف۲۲ تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور

قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى

بیٹھے اور کھڑے ف۲۳ پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کردیتے ہیں چل دیتا ہے ف۲۴ گویا کبھی کسی تکلیف کے

ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدْ

پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا یونہی بھلے کر دکھائے ہیں حد سے بڑھنے والوں کو ف۲۵ ان کے کام ف۲۶ اور بے شک

اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

ہم نے تم سے پہلی سنگتیں ف۲۷ ہلاک فرما دیں جب وہ حد سے بڑھے ف۲۸ اور ان کے رسول ان کے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ وَ مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾

روشن دلیلیں لے کر آئے ف۲۹ اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے ہم یونہی بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین کیا کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو ف۳۰

ف۲۰ یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی بد دعائیں جیسے کہ وہ غضب کے وقت اپنے لئے اور اپنے اہل و اولاد و مال کے لئے کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم ہلاک ہو جائیں، خدا ہمیں غارت کرے، برباد کرے اور ایسے کلمے ہی اپنی اولاد و اقارب کے لئے کہہ گزرتے ہیں جسے ہندی میں کوسنا کہتے ہیں اگر وہ دعا ایسی جلدی قبول کر لی جاتی جیسی جلدی وہ دعائے خیر کے قبول ہونے میں چاہتے ہیں تو ان لوگوں کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اور وہ کب کے ہلاک ہوگئے ہوتے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کرم سے دعائے خیر قبول فرمانے میں جلدی کرتا ہے، دعائے بد کے قبول میں نہیں، یہ اس کی رحمت ہے۔ **شانِ نزول:** نضر بن حارث نے کہا تھا: یا رب! یہ دین اسلام اگر تیرے نزدیک حق ہے تو ہمارے اُوپر آسمان سے پتھر برسا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے عذاب میں جلدی فرماتا جیسا کہ ان کے لئے مال و اولاد وغیرہ دنیا کی بھلائی دینے میں جلدی فرمائی تو وہ سب ہلاک ہو چکے ہوتے۔ ف۲۱ اور ہم انہیں مہلت دیتے ہیں اور ان کے عذاب میں جلدی نہیں فرماتے۔ ف۲۲ یہاں آدمی سے کافر مراد ہے۔ ف۲۳ ہر حال میں اور جب تک اس کی تکلیف زائل نہ ہو دعا میں مشغول رہتا ہے۔ ف۲۴ اپنے پہلے طریقہ پر اور وہی کفر کی راہ اختیار کرتا ہے اور تکلیف کے وقت کو بھول جاتا ہے۔ ف۲۵ یعنی کافروں کو۔ ف۲۶ مقصد یہ ہے کہ انسان بلا کے وقت بہت ہی بے صبرا ہے اور راحت کے وقت نہایت ناشکرا، جب تکلیف پہنچتی ہے تو کھڑے، لیٹے، بیٹھے ہر حال میں دعا کرتا ہے، جب اللہ تکلیف دور کر دے تو شکر بجا نہیں لاتا اور اپنی حالت سابقہ کی طرف لوٹ جاتا ہے، یہ حال غافل کا ہے، مومن عاقل کا حال اس کے خلاف ہے، وہ مصیبت و بلا پر صبر کرتا ہے، راحت و آسائش میں شکر کرتا ہے، تکلیف و راحت کے جملہ اَحوال میں اللہ تعالیٰ کے حضور تضرُّع (گریہ) وزاری اور دعا کرتا ہے اور ایک مقام اس سے بھی اعلیٰ ہے جو مومنوں میں بھی مخصوص بندوں کو حاصل ہے کہ جب کوئی مصیبت و بلا آتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں، قضائے الٰہی پر دل سے راضی رہتے ہیں اور جمیع اَحوال پر شکر کرتے ہیں۔ ف۲۷ یعنی امتیں ف۲۸ اور کفر میں مبتلا ہوئے۔ ف۲۹ جو ان کے صدق کی بہت واضح دلیلیں تھیں لیکن انہوں نے نہ مانا اور انبیاء کی تصدیق نہ کی۔ ف۳۰ تاکہ تمہارے ساتھ

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا
اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں ف۳۱ پڑھی جاتی ہیں وہ کہنے لگتے ہیں جنھیں ہم سے ملنے کی امید نہیں ف۳۲ کہ

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَاۤ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ
اس کے سوا اور قرآن لے آیئے ف۳۳ یا اسی کو بدل دیجئے ف۳۴ تم فرماؤ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف

تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ
سے بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے ف۳۵ میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں ف۳۶

رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ
تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے ف۳۷ تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ

اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾
تم کو اس سے خبر دار کرتا ف۳۸ تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں ف۳۹ تو کیا تمہیں عقل نہیں ف۴۰

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا
تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ف۴۱ یا اس کی آیتیں جھٹلائے بےشک

يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا
مجرموں کا بھلا نہ ہوگا اور اللہ کے سوا ایسی چیز ف۴۲ کو پوجتے ہیں جو ان کا نہ کچھ نقصان کرے اور نہ

تمہارے عمل کے لائق معاملہ فرمائیں ف۳۱ جن میں ہماری توحید اور بت پرستی کی برائی اور بت پرستوں کی سزا کا بیان ہے۔ ف۳۲ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ف۳۳ جس میں بتوں کی برائی نہ ہو۔ ف۳۴ شانِ نزول: کفار کی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کے سوا دوسرا قرآن لائیے! جس میں لات وعُزّٰی ومَنات وغیرہ بتوں کی برائی اور ان کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو اور اگر اللہ ایسا قرآن نازل نہ کرے تو آپ اپنی طرف سے بنالیجئے یا اسی قرآن کو بدل کر ہماری مرضی کے مطابق کر دیجئے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ ان کا یہ کلام یا تو بطریق تمسخر واستہزاء تھا یا انہوں نے تجربہ وامتحان کے لئے ایسا کہا تھا کہ اگر یہ دوسرا قرآن بنالائیں یا اس کو بدل دیں تو ثابت ہو جائے گا کہ قرآن کلام ربانی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اس کا یہ جواب دیں جو آیت میں مذکور ہوتا ہے: ف۳۵ میں اس میں کوئی تغییر وتبدیل کمی بیشی نہیں کر سکتا یہ میرا کلام نہیں کلام الٰہی ہے۔ ف۳۶ یا اس کی کتاب کے اَحکام کو بدلوں۔ ف۳۷ اور دوسرا قرآن بنانا انسان کی مَقدِرَت (طاقت) ہی سے باہر ہے اور خَلق کا اس سے عاجز ہونا خوب ظاہر ہو چکا۔ ف۳۸ یعنی اس کی تلاوت محض اللہ کی مرضی سے ہے۔ ف۳۹ اور چالیس سال تم میں رہا ہوں، اس زمانہ میں مَیں تمہارے پاس کچھ نہیں لایا اور میں نے تمہیں کچھ نہیں سنایا تم نے میرے اَحوال کا خوب مشاہدہ کیا ہے، میں نے کسی سے ایک حرف نہیں پڑھا، کسی کتاب کا مطالعہ نہ کیا، اس کے بعد یہ کتابِ عظیم لایا جس کے حضور ہر ایک کلامِ فصیح پست اور بے حقیقت ہو گیا، اس کتاب میں نفیس علوم ہیں، اُصول وفروع کا بیان ہے، اَحکام وآداب ہیں، مکارمِ اَخلاق کی تعلیم ہے، غیبی خبریں ہیں، اس کی فصاحت وبلاغت نے ملک بھر کے فصحاء وبلغاء کو عاجز کر دیا ہے، ہر صاحبِ عقلِ سلیم کے لئے یہ بات اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْس (سورج سے زیادہ روشن) ہو گئی ہے کہ یہ بغیر وحی الٰہی کے ممکن ہی نہیں۔ ف۴۰ کہ اتنا سمجھ سکو کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے مخلوق کی قدرت میں نہیں کہ اس کی مثل بنا سکے ف۴۱ اس کے لئے شریک بتائے ف۴۲ بت۔

یَنۡفَعُہُمۡ وَ یَقُوۡلُوۡنَ ہٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ قُلۡ اَتُنَبِّـُٔوۡنَ اللّٰہَ

کچھ بھلا اور کہتے ہیں کہ یہ اللّٰہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں ف۴۳ تم فرماؤ کیا اللّٰہ کو وہ بات جتاتے ہو

بِمَا لَا یَعۡلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا

جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں ف۴۴ اسے پاکی اور برتری ہے ان کے

یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۱۸﴾ وَ مَا کَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَاخۡتَلَفُوۡا ؕ وَ لَوۡ لَا

شرک سے اور لوگ ایک ہی امت تھے ف۴۵ پھر مختلف ہوئے اور اگر تیرے

کَلِمَۃٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ فِیۡمَا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾

رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہوچکی ہوتی ف۴۶ تو یہیں ان کے اختلافوں کا ان پر فیصلہ ہوگیا ہوتا ف۴۷

وَ یَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ اٰیَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ ۚ فَقُلۡ اِنَّمَا الۡغَیۡبُ لِلّٰہِ

اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ف۴۸ تم فرماؤ غیب تو اللّٰہ کے لئے ہے

ف۴۳ یعنی دُنیوی اُمور میں کیونکہ آخرت اور مرنے کے بعد اُٹھنے کا تو وہ اعتقاد ہی نہیں رکھتے۔ ف۴۴ یعنی اس کا وجود ہی نہیں کیونکہ جو چیز موجود ہے وہ ضرور علمِ الٰہی میں ہے۔ ف۴۵ ایک دینِ اسلام پر جیسا کہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام میں قابیل کے ہابیل کو قتل کرنے کے وقت تک حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت ایک ہی دین پر تھے اس کے بعد ان میں اختلاف ہوا، اور ایک قول یہ ہے کہ زمانۂ نوح علیہ السلام تک ایک دین پر رہے پھر اختلاف ہوا تو نوح علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث فرمائے گئے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے کشتی سے اُترنے کے وقت سب لوگ ایک دینِ اسلام پر تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ عہدِ حضرت ابراہیم سے سب لوگ ایک دین پر تھے یہاں تک کہ عمرو بن لحی نے دین کو متغیر کیا۔ اس تقدیر پر "اَلنَّاسُ" سے مراد خاص عرب ہوں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ ایک دین پر تھے یعنی کفر پر پھر اللّٰہ تعالیٰ نے انبیاء کو بھیجا تو بعض ان میں سے ایمان لائے اور بعض علماء نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ لوگ اولِ خلقت میں فطرتِ سلیمہ پر تھے پھر ان میں اختلافات ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے ہیں یا مجوسی بناتے ہیں اور حدیث میں فطرت سے فطرتِ اسلام مراد ہے۔ ف۴۶ اور ہر اُمت کے لئے ایک میعاد معین نہ کردی گئی ہوتی یا جزاءِ اعمال قیامت تک مؤخر نہ فرمائی گئی ہوتی۔ ف۴۷ نزولِ عذاب سے۔ ف۴۸ اہلِ باطل کا طریقہ ہے کہ جب ان کے خلاف بُرہان قوی قائم ہوتی ہے اور وہ جواب سے عاجز ہوجاتے ہیں تو اس بُرہان کا ذکر اس طرح چھوڑ دیتے ہیں جیسے کہ وہ پیش ہی نہیں ہوئی اور یہ کہا کرتے ہیں کہ دلیل لاؤ تاکہ سننے والے اس مُغالطہ میں پڑ جائیں کہ ان کے مقابل اب تک کوئی دلیل ہی نہیں قائم کی گئی ہے، اس طرح کفار نے حضور کے معجزات اور بالخصوص قرآن کریم جو معجزہ عظیمہ ہے اس کی طرف سے آنکھیں بند کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ کوئی نشانی کیوں نہیں اتری گویا کہ معجزات انہوں نے دیکھے ہی نہیں اور قرآن پاک کو وہ نشانی شمار ہی نہیں کرتے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ فرما دیجئے کہ غیب تو اللّٰہ کے لئے ہے اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں۔ تقریرِ جواب یہ ہے کہ دلالتِ قاہرہ (زبردست دلیل) اس پر قائم ہے کہ سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر قرآن پاک کا ظاہر ہونا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے کیونکہ حضور ان میں پیدا ہوئے، ان کے درمیان حضور بڑھے، تمام زمانے حضور کے ان کی آنکھوں کے سامنے گزرے، وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ نے نہ کسی کتاب کا مطالعہ کیا، نہ کسی استاد کی شاگردی کی، یکبارگی قرآن کریم آپ پر ظاہر ہوا اور ایسی بے مثال اعلیٰ ترین کتاب کا ایسی شان کے ساتھ نزول بغیر وحی کے ممکن ہی نہیں، یہ قرآن کریم کے معجزۂ قاہرہ ہونے کی برہان ہے اور جب ایسی قوی برہان قائم ہے تو اثباتِ نبوت کے لئے کسی دوسری نشانی کا طلب کرنا قطعاً غیر ضروری ہے، ایسی حالت میں اس نشانی کا نازل کرنا نہ کرنا اللّٰہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے چاہے کرے چاہے نہ کرے تو یہ امرِ غیب ہوا اور اس کے لئے انتظار لازم آیا کہ اللّٰہ کیا کرتا ہے۔ لیکن وہ یہ غیر ضروری نشانی جو کفار نے طلب کی ہے نازل فرمائے یا نہ فرمائے نبوت ثابت ہوچکی اور رسالت کا ثبوتِ قاہرہ معجزات سے کمال کو پہنچ چکا۔

فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۲۰﴾ؑ وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ ع ۲ / ۷

اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں اور جب ہم آدمیوں کو رحمت کا

رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِیْۤ اٰیَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ

مزہ دیتے ہیں کسی تکلیف کے بعد جو انھیں پہنچی تھی جبھی وہ ہماری آیتوں کے ساتھ داؤں چلتے ہیں ف۴۹ تم فرمادو اللہ کی خفیہ تدبیر

اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا یَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِیْ

سب سے جلد ہوجاتی ہے ف۵۰ بے شک ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں ف۵۱ وہی ہے کہ

یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ ۚ وَ جَرَیْنَ بِهِمْ

تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے ف۵۲ یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو اور وہ ف۵۳ اچھی ہوا

بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ

سے انھیں لے کر چلیں اور اس پر خوش ہوئے ف۵۴ ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف لہروں

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ

نے انھیں آلیا اور سمجھ لئے کہ ہم گھر گئے اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں نرے (خالص) اس کے

الدِّیْنَ ۚ۬ لَىِٕنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّاۤ

بندے ہو کر کہ اگر تو اس سے ہمیں بچالے گا تو ہم ضرور شکرگزار ہوں گے ف۵۵ پھر اللہ جب

اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا

انھیں بچالیتا ہے جبھی وہ زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں ف۵۶ اے لوگو

بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؗ ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ

تمہاری زیادتی تمہارے ہی جانوں کا وبال ہے دنیا کے جیتے جی برت لو (فائدہ اٹھا لو) پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے

ف۴۹ اہل مکہ پر اللہ تعالٰی نے قحط مسلط کیا جس کی مصیبت میں وہ سات برس گرفتار رہے یہاں تک کہ قریب ہلاکت کے پہنچے پھر اس نے رحم فرمایا، بارش ہوئی، زمینیں سرسبز ہوئیں تو اگرچہ اس تکلیف و راحت دونوں میں قدرت کی نشانیاں تھیں اور تکلیف کے بعد راحت بڑی عظیم نعمت تھی، اس پر شکر لازم تھا مگر بجائے اس کے وہ پند پذیر (نصیحت قبول کرنے والے) نہ ہوئے اور فساد و کفر کی طرف پلٹے ف۵۰ اور اس کا عذاب دیر نہیں کرتا ف۵۱ اور تمہاری خفیہ تدبیریں کاتبِ اعمال فرشتوں پر بھی مخفی نہیں ہیں تو اللہ علیم و خبیر سے کیسے چھپ سکتی ہیں۔ ف۵۲ اور تمہیں قطع مسافت (راستہ طے کرنے) کی قدرت دیتا ہے خشکی میں تم پیادہ اور سوار منزلیں طے کرتے ہو اور دریاؤں میں کشتیوں اور جہازوں سے سفر کرتے ہو وہ تمہیں خشکی اور تری دونوں میں اسبابِ سیر عطا فرماتا ہے۔ ف۵۳ یعنی کشتیاں۔ ف۵۴ کہ ہوا موافق ہے اچانک ف۵۵ تیری نعمتوں کے، تجھ پر ایمان لا کر اور خاص تیری عبادت کر کے۔ ف۵۶ اور وعدہ کے خلاف کر کے کفر و معصیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔

فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ

اس وقت ہم تمہیں جتا دیں گے جو تمہارے کوتک (کرتوت) تھے ف۵۷ دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی

اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ

کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اُگنے والی چیزیں گھنی (زیادہ) ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور

وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ

چوپائے کھاتے ہیں ف۵۸ یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار لے لیا ف۵۹ اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے

اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا

مالک سمجھے کہ یہ ہمارے بس میں آگئی ف۶۰ ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں ف۶۱ تو ہم نے اسے کردیا

حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ف۶۲ ہم یونہی آیتیں مُفصّل بیان کرتے ہیں غور کرنے

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ

والوں کے لئے ف۶۳ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے ف۶۴ اور جسے چاہے

يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ

سیدھی راہ چلاتا ہے ف۶۵ بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد ف۶۶

ف۵۷ اور ان کی تمہیں جزا دیں گے۔ ف۵۸ غلے اور پھل اور سبزہ۔ ف۵۹ خوب پھولی پھلی سرسبز و شاداب ہوئی۔ ف۶۰ کہ کھیتیاں تیار ہوگئیں پھل رسیدہ (تیار) ہوگئے ایسے وقت ف۶۱ یعنی اچانک ہمارا عذاب آیا خواہ بجلی گرنے کی شکل میں یا اَولے برسنے یا آندھی چلنے کی صورت میں۔ ف۶۲ یہ ان لوگوں کے حال کی ایک تمثیل ہے جو دنیا کے شیفتہ (عاشق) ہیں اور آخرت کی انہیں کچھ پروا نہیں۔ اس میں بہت دلپذیر طریقہ پر خاطر گزیں کیا گیا ہے کہ دنیوی زندگانی امیدوں کا سبز باغ ہے اس میں عمر کھو کر جب آدمی اس غایت پر پہنچتا ہے جہاں اس کو حصول مراد کا اطمینان ہو اور وہ کامیابی کے نشہ میں مست ہو اچانک اس کو موت پہنچتی ہے اور وہ تمام نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ قتادہ نے کہا کہ دنیا کا طلبگار جب بالکل بے فکر ہوتا ہے اس وقت اس پر عذابِ الٰہی آتا ہے اور اس کا تمام سروسامان جس سے اسکی امیدیں وابستہ تھیں غارت ہو جاتا ہے۔ ف۶۳ تاکہ وہ نفع حاصل کریں اور ظلماتِ شکوک واَوہام سے نجات پائیں اور دنیائے ناپائیدار کی بے ثباتی (ناپائیداری) سے باخبر ہوں۔ ف۶۴ دنیا کی بے ثباتی بیان فرمانے کے بعد دارِ باقی (ہمیشہ رہنے والے گھر جنت) کی طرف دعوت دی۔ قتادہ نے کہا کہ دارالسلام جنت ہے، یہ اللہ کا کمال رحمت و کرم ہے کہ اپنے بندوں کو جنت کی دعوت دی۔ ف۶۵ سیدھی راہ دینِ اسلام ہے۔ بخاری کی حدیث میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فرشتے حاضر ہوئے، آپ خواب میں تھے، ان میں سے بعض نے کہا کہ آپ خواب میں ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھیں خواب میں ہیں دل بیدار ہے۔ بعض کہنے لگے کہ ان کی کوئی مثال بیان کرو تو انہوں نے کہا: جس طرح کسی شخص نے ایک مکان بنایا اور اس میں طرح طرح کی نعمتیں مہیا کیں اور ایک بلانے والے کو بھیجا کہ لوگوں کو بلائے جس نے اس بلانے والے کی اطاعت کی اس مکان میں داخل ہوا اور ان نعمتوں کو کھایا پیا اور جس نے بلانے والے کی اطاعت نہ کی وہ نہ مکان میں داخل ہو سکا نہ کچھ کھا سکا، پھر وہ کہنے لگے کہ اس مثال کی تطبیق کرو کہ سمجھ میں آئے۔ تطبیق یہ ہے کہ مکان جنت ہے داعی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ ف۶۶ بھلائی والوں

وَ لَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّ لَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ

اور ان کے منہ پر نہ چڑھے گی سیاہی اور نہ خواری ف۶۷ وہی جنت والے ہیں وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ الَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَ

اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جنھوں نے برائیاں کمائیں ف۶۸ تو برائی کا بدلہ اسی جیسا ف۶۹ اور

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ

ان پر ذلت چڑھے گی انھیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا ان کے چہروں پر اندھیری

قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾

رات کے ٹکڑے چڑھا دیے ہیں ف۷۰ وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ

اور جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے ف۷۱ پھر مشرکوں سے فرمائیں گے اپنی جگہ رہو تم

وَ شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا

اور تمہارے شریک ف۷۲ تو ہم انھیں مسلمانوں سے جدا کردیں گے اور ان کے شریک ان سے کہیں گے تم ہمیں

تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ

کب پوجتے تھے ف۷۳ تو اللہ گواہ کافی ہے ہم میں اور تم میں کہ ہمیں

عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْۤا

تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی یہاں ہر جان جانچ لے گی جو آگے بھیجا ف۷۴ اور اللہ کی طرف

سے اللہ کے فرمانبردار بندے مومنین مراد ہیں اور یہ جو فرمایا کہ ان کے لئے بھلائی ہے۔ اس بھلائی سے جنت مراد ہے اور زیادت اس پر دیدارِ الٰہی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر اور زیادہ عنایت کروں وہ عرض کریں گے یارب! کیا تو نے ہمارے چہرے سفید نہیں کئے کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا کیا تو نے ہمیں دوزخ سے نجات نہیں دی۔ حضور نے فرمایا: پھر پردہ اٹھا دیا جائے گا تو دیدارِ الٰہی انہیں ہر نعمت سے زیادہ پیارا ہوگا۔ صحاح کی بہت حدیثیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ زیادت سے آیت میں دیدارِ الٰہی مراد ہے۔ ف۶۷ کہ یہ بات جہنم والوں کے لئے ہے۔ ف۶۸ یعنی کفر و معاصی میں مبتلا ہوئے۔ ف۶۹ ایسا نہیں کہ جیسے نیکیوں کا ثواب دس گنا اور سات سو گنا کیا جاتا ہے ایسے ہی بدیوں کا عذاب بھی بڑھا دیا جائے بلکہ جتنی بدی ہوگی اتنا ہی عذاب کیا جائے گا۔ ف۷۰ یہ حال ہوگا ان کی روسیاہی کا، خدا کی پناہ۔ ف۷۱ اور تمام خلق کو موقفِ حساب میں جمع کریں گے۔ ف۷۲ یعنی وہ بت جن کو تم پوجتے تھے۔ ف۷۳ روزِ قیامت ایک ساعت ایسی شدت کی ہوگی کہ بت اپنے پجاریوں کے پوجا کا انکار کردیں گے اور اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم نہ سنتے تھے، نہ دیکھتے تھے، نہ جانتے تھے، نہ سمجھتے تھے کہ تم ہمیں پوجتے ہو اس پر بت پرست کہیں گے کہ اللہ کی قسم! ہم تمہیں کو پوجتے تھے تو بت کہیں گے: ف۷۴ یعنی اس موقف میں سب کو معلوم ہوجائے گا کہ انہوں نے پہلے جو عمل کئے تھے وہ کیسے تھے اچھے یا برے مضر یا مفید۔

اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع قُلْ مَنْ ع ۳/۸ النصف

پھیرے جائیں گے جو ان کا سچا مولیٰ ہے اور ان کی ساری بناوٹیں ف۷۵ ان سے گم ہو جائیں گی ف۷۶ تم فرماؤ تمہیں

يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ

کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے ف۷۷ یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا ف۷۸ اور

مَنْ يُّخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ

کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندے سے ف۷۹ اور کون تمام کاموں کی

الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ

تدبیر کرتا ہے تو اب کہیں گے کہ اللہ ف۸۰ تو تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے ف۸۱ تو یہ اللہ ہے

رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

تمہارا سچا رب ف۸۲ پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی ف۸۳ پھر کہاں پھرے جاتے ہو

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

یونہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسقوں پر ف۸۴ تو وہ ایمان نہیں لائیں گے

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ

تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں ف۸۵ کوئی ایسا ہے کہ اوّل بنائے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے ف۸۶ تم فرماؤ اللہ

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ

اوّل بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا تو کہاں اَوندھے جاتے ہو ف۸۷ تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں

ف۷۵ بتوں کو خدا کا شریک بتانا اور معبود ٹھہرانا۔ ف۷۶ اور باطل و بے حقیقت ثابت ہوں گی۔ ف۷۷ آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین سے سبزہ اگا کر۔ ف۷۸ اور یہ حواس تمہیں کس نے دیئے ہیں، کس نے یہ عجائب تمہیں عنایت کئے ہیں، کون انہیں مدتوں محفوظ رکھتا ہے۔ ف۷۹ انسان کو نطفہ سے اور نطفہ کو انسان سے، پرند کو انڈے سے اور انڈے کو پرندے سے، مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے، عالم کو جاہل سے اور جاہل کو عالم سے۔ ف۸۰ اور اس کی قدرتِ کاملہ کا اعتراف کریں گے اور اس کے سوا کچھ چارہ نہ ہوگا۔ ف۸۱ اس کے عذاب سے اور کیوں بتوں کو پوجتے اور ان کو معبود بناتے ہو باوجودیکہ وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ ف۸۲ جس کی ایسی قدرتِ کاملہ ہے ف۸۳ یعنی جب ایسے براہینِ واضحہ اور دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہوگیا کہ مستحقِ عبادت صرف اللہ ہے تو ماسوا اس کے سب باطل وضلال گمراہی) ہے اور جب تم نے اس کی قدرت کو پہچان لیا اور اس کی کارسازی کا اعتراف کرلیا تو ف۸۴ جو کفر میں راسخ ہوگئے اور رب کی بات سے مراد یا قضائے الٰہی ہے یا اللہ تعالیٰ کا ارشاد لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ الآیہ (بے شک ضرور جہنم بھر دوں گا......الخ) ف۸۵ جنہیں اے مشرکین! تم معبود ٹھہراتے ہو۔ ف۸۶ اس کا جواب ظاہر ہے کہ کوئی ایسا نہیں کیونکہ مشرکین بھی یہ جانتے ہیں کہ پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے لہٰذا اے مصطفٰے صلی اللّٰہ علیك وسلم! ف۸۷ اور ایسی روشن دلیلیں قائم ہونے کے بعد راہ راست سے منحرف ہوتے ہو۔

مَّنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى

کوئی ایسا ہے کہ حق کی راہ دکھائے ف۸۸ تم فرماؤ کہ اللہ حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو حق راہ

الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫

دکھائے اس کے حکم پر چلنا چاہیے یا اس کے جو خود ہی راہ نہ پائے جب تک راہ نہ دکھایا جائے ف۸۹ تو تمہیں کیا ہوا

كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝٣٥ وَ مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ

کیسا حکم لگاتے ہو اور ان ف۹۰ میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر ف۹۱ بے شک گمان حق

مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝٣٦ وَ مَا كَانَ هٰذَا

کا کچھ کام نہیں دیتا بےشک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے اور اس قرآن کی

الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ

یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے اللہ کے اتارے ف۹۲ ہاں وہ اگلی کتابوں کی

يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٣٧ ۫ اَمْ

تصدیق ہے ف۹۳ اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے کیا

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

یہ کہتے ہیں ف۹۴ کہ انھوں نے اسے بنالیا ہے تم فرماؤ ف۹۵ تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٣٨ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا

سب کو بلا لاؤ ف۹۶ اگر تم سچے ہو بلکہ اسے جھٹلایا جس کے علم پر قابو

ف۸۸ حجتیں اور دلائل قائم کرکے، رسول بھیج کر، کتابیں نازل فرما کر، مُکلَّفین کو عقل و نظر عطا فرما کر، اس کا واضح جواب یہ ہے کہ کوئی نہیں تو اے حبیب! (صلّی اللہ علیہ وسلم) ف۸۹ جیسے کہ تمہارے بت ہیں کہ کسی جگہ جا نہیں سکتے جب تک کہ کوئی اٹھا لے جانے والا انہیں اٹھا کر لے نہ جائے اور نہ کسی چیز کی حقیقت کو سمجھیں اور راہِ حق کو پہچانیں بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندگی، عقل اور ادراک دے تو جب ان کی مجبوری کا یہ عالم ہے تو وہ دوسروں کو کیا راہ بتاسکیں! ایسوں کو معبود بنانا، ان کا مطیع بننا کتنا باطل اور بیہودہ ہے۔ ف۹۰ مشرکین۔ ف۹۱ جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، نہ اس کی صحت کا جزم و یقین، شک میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ پہلے لوگ بھی بت پرستی کرتے تھے انہوں نے کچھ تو سمجھا ہوگا۔ ف۹۲ کفارِ مکہ نے یہ وہم کیا تھا کہ قرآن کریم سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنالیا ہے، اس آیت میں ان کا یہ وہم دفع فرمایا گیا کہ قرآن کریم ایسی کتاب ہی نہیں جس کی نسبت تردّد ہو سکے، اس کی مثال بنانے سے ساری مخلوق عاجز ہے تو یقیناً وہ اللہ کی نازل فرمائی ہوئی کتاب ہے۔ ف۹۳ توریت و انجیل وغیرہ کی ف۹۴ کفار سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ف۹۵ کہ اگر تمہارا یہ خیال ہے تو تم بھی عرب ہو، فصاحت و بلاغت کے دعوٰی دار ہو، دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس کے کلام کے مقابل کلام بنانے کو تم ناممکن سمجھتے ہو، اگر تمہارے گمان میں یہ انسانی کلام ہے ف۹۶ اور ان سے مددیں لو اور سب مل کر قرآن جیسی ایک سورت تو بناؤ۔

بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ

نہ پایا و۹۷ اور ابھی انھوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا ہے و۹۸ ایسے ہی ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا و۹۹ تو دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا

ظالموں کا انجام کیسا ہوا و۱۰۰ اور ان و۱۰۱ میں کوئی اس و۱۰۲ پر ایمان لاتا ہے اور ان میں کوئی اس پر

يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ ع

ایمان نہیں لاتا ہے اور تمہارا رب مُفسِدوں (فساد کرنے والوں) کو خوب جانتا ہے و۱۰۳ اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں و۱۰۴ تو فرمادو کہ میرے

عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

لئے میری کرنی اور تمہارے لئے تمہاری کرنی و۱۰۵ تمہیں میرے کام سے علاقہ (تعلق) نہیں اور مجھے تمہارے کام

تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ

سے تعلق نہیں و۱۰۶ اور ان میں کوئی وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگاتے ہیں و۱۰۷ تو کیا تم بہروں کو سنا دو گے اگرچہ

كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِي

انھیں عقل نہ ہو و۱۰۸ اور ان میں کوئی تمہاری طرف تکتا ہے و۱۰۹ کیا تم اندھوں کو

الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْــًٔا وَّ

راہ دکھا دو گے اگرچہ وہ نہ سوجھیں (نہ دیکھ سکیں) بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا و۱۱۰

لٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا

ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں و۱۱۱ اور جس دن انہیں اٹھائے گا و۱۱۲ گویا دنیا میں نہ رہے تھے

و۹۷ یعنی قرآن پاک کو سمجھنے اور جاننے کے بغیر انہوں نے اس کی تکذیب کی اور یہ کمال جہل ہے کہ کسی شے کو جانے بغیر اس کا انکار کیا جائے۔ قرآن کریم کا ایسے علوم پر مشتمل ہونا جن کا مدعیان علم وخرد (علم وعقل کے دعوے دار) احاطہ نہ کرسکیں اس کتاب کی عظمت وجلالت ظاہر کرتا ہے تو ایسی اعلیٰ علوم والی کتاب کو ماننا چاہئے تھا نہ کہ اس کا انکار کرنا و۹۸ یعنی اس عذاب کو جس کی قرآن پاک میں وعیدیں ہیں۔ و۹۹ عناد سے اپنے رسولوں کو بغیر اس کے کہ ان کے معجزات اور آیات دیکھ کر نظر وتدبر سے کام لیتے۔ و۱۰۰ اور پہلی امتیں اپنے انبیاء کو جھٹلا کر کیسے کیسے عذابوں میں مبتلا ہوئیں تو اے سید انبیاء! (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) آپ کی تکذیب کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے۔ و۱۰۱ اہل مکہ و۱۰۲ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا قرآن کریم و۱۰۳ جو عناد سے ایمان نہیں لاتے اور کفر پر مصر رہتے ہیں۔ و۱۰۴ اے مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم! اور ان کی راہ پر آنے اور حق وہدایت قبول کرنے کی امید منقطع ہوجائے۔ و۱۰۵ ہر ایک اپنے عمل کی جزا پائے گا۔ و۱۰۶ کسی کے عمل پر دوسرا ماخوذ (گرفتار) نہ ہوگا جو پکڑا جائے گا خود اپنے عمل پر پکڑا جائے گا، یہ فرمانا بطور زجر (تنبیہ) کے ہے کہ تم نصیحت نہیں مانتے اور ہدایت قبول نہیں کرتے تو اس کا وبال خود تم پر ہوگا کسی دوسرے کا اس سے ضرر نہیں۔ و۱۰۷ اور آپ سے قرآن پاک اور احکامِ دین سنتے ہیں اور بغض وعداوت کی وجہ سے دل میں جگہ نہیں دیتے اور قبول نہیں کرتے تو یہ سننا بیکار ہے اور وہ ہدایت سے نفع نہ پانے میں بہروں کی مثل ہیں۔ و۱۰۸ اور وہ نہ حواس سے کام لیں نہ عقل سے۔ و۱۰۹ اور دلائلِ صدق اور اعلامِ نبوت کو دیکھتا ہے لیکن تصدیق نہیں کرتا اور اس دیکھنے سے نتیجہ نہیں نکالتا، فائدہ نہیں اٹھاتا، دل کی بینائی سے محروم اور باطن کا اندھا ہے۔ و۱۱۰ بلکہ انہیں ہدایت اور

إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ

مگر اس دن کی ایک گھڑی ف۱۱۳ آپس میں پہچان کریں گے ف۱۱۴ پورے گھاٹے میں رہے وہ

كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ

جنھوں نے اللّٰہ سے ملنے کو جھٹلایا اور ہدایت پر نہ تھے ف۱۱۵ اور اگر ہم تمہیں دکھا دیں کچھ ف۱۱۶ اس میں سے

الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا

جو انھیں وعدہ دے رہے ہیں ف۱۱۷ یا تمہیں پہلے ہی اپنے پاس بلالیں ف۱۱۸ بہر حال انھیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے پھر اللّٰہ گواہ ہے ف۱۱۹ ان

يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم

کے کاموں پر اور ہر امت میں ایک رسول ہوا ف۱۲۰ جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ف۱۲۱ ان پر

بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

انصاف کا فیصلہ کر دیا جاتا ف۱۲۲ اور ان پر ظلم نہ ہوتا اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم

صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ

سچے ہو ف۱۲۳ تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا ذاتی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللّٰہ

راہ پانے کے تمام سامان عطا فرماتا ہے اور روشن دلائل قائم فرماتا ہے۔ ف۱۱۱ کہ ان دلائل میں غور نہیں کرتے اور حق واضح ہو جانے کے باوجود خود گمراہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ف۱۱۲ قبروں سے مَوقِفِ حساب (حساب وکتاب کی جگہ) میں حاضر کرنے کے لئے تو اس روز کی ہیبت و وحشت سے یہ حال ہوگا کہ وہ دنیا میں رہنے کی مدت کو بہت تھوڑا سمجھیں گے اور یہ خیال کریں گے کہ ف۱۱۳ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ کفار نے طلبِ دنیا میں عمریں ضائع کردیں اور اللّٰہ کی طاعت جو آج کارآمد ہوتی بجا نہ لائے تو ان کی زندگانی کا وقت ان کے کام نہ آیا اس لئے وہ اسے بہت ہی کم سمجھیں گے۔ ف۱۱۴ قبروں سے نکلتے وقت تو ایک دوسرے کو پہچانیں گے جیسا دنیا میں پہچانتے تھے پھر روزِ قیامت کے اہوال اور دہشت ناک مناظر دیکھ کر یہ معرفت باقی نہ رہے گی اور ایک قول یہ ہے کہ روزِ قیامت دم بدم حال بدلیں گے، کبھی ایسا حال ہوگا کہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے، کبھی ایسا کہ نہ پہچانیں گے اور جب پہچانیں گے تو کہیں گے: ف۱۱۵ جو انہیں گھاٹے سے بچاتی۔ ف۱۱۶ عذاب ف۱۱۷ دنیا ہی میں آپ کے زمانۂ حیات میں تو وہ ملاحظہ کیجئے ف۱۱۸ تو آخرت میں آپ کو ان کا عذاب دکھائیں گے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللّٰہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو کافروں کے بہت سے عذاب اور ان کی ذلت ورسوائیاں آپ کی حیاتِ دنیا ہی میں آپ کو دکھائے گا چنانچہ بدر وغیرہ میں دکھائی گئیں اور جو عذاب کافروں کے لئے بسببِ کفر وتکذیب کے آخرت میں مقرر فرمایا ہے وہ آخرت میں دکھائے گا۔ ف۱۱۹ مطلع ہے، عذاب دینے والا ہے ف۱۲۰ جو انہیں دینِ حق کی دعوت دیتا اور طاعت وایمان کا حکم کرتا۔ ف۱۲۱ اور احکامِ الٰہی کی تبلیغ کرتا تو کچھ لوگ ایمان لاتے اور کچھ تکذیب کرتے اور منکر ہو جاتے تو ف۱۲۲ کہ رسول کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دی جاتی اور تکذیب کرنے والوں کو عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا۔ آیت کی تفسیر میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس میں آخرت کا بیان ہے اور معنی یہ ہیں کہ روز قیامت ہر امت کے لئے ایک رسول ہوگا جس کی طرف وہ منسوب ہوگی جب وہ رسول مَوقِف (حساب وکتاب کی جگہ) میں آئے گا اور مومن وکافر پر شہادت دے گا تب ان میں فیصلہ کیا جائے گا کہ مومنوں کو نجات ہوگی اور کافر گرفتارِ عذاب ہوں گے۔ ف۱۲۳ شانِ نزول: جب آیت "اِمَّا نُرِیَنَّکَ" میں عذاب کی وعید دی گئی تو کافروں نے براہِ سرکشی یہ کہا کہ اے محمد! (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) جس عذاب کا آپ وعدہ دیتے ہیں وہ کب آئے گا؟ اس میں کیا تاخیر ہے؟ اس عذاب کو جلد لائیے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ

چاہے اللہ و۱۲۴ ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے و۱۲۵ جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں

لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا

نہ آگے بڑھیں تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اس کا عذاب و۱۲۶ تم پر رات کو آئے و۱۲۷ یا دن کو و۱۲۸

مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ

تو اس میں وہ کونسی چیز ہے کہ مجرموں کو جس کی جلدی ہے تو کیا جب و۱۲۹ ہو پڑے گا اس وقت اس کا یقین کرو گے و۱۳۰

آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا

کیا اب مانتے ہو پہلے تو و۱۳۱ اس کی جلدی مچا رہے تھے پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ

عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾

کا عذاب چکھو تمہیں کچھ اور بدلہ نہ ملے گا مگر وہی جو کماتے تھے و۱۳۲

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ وقف النبی علیہ السلام

اور تم سے پوچھتے ہیں کیا وہ و۱۳۳ حق ہے تم فرماؤ ہاں میرے رب کی قسم بے شک وہ ضرور حق ہے اور تم کچھ تھکا

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ ع ۵ ۱۳ ۱۰

نہ سکو گے و۱۳۴ اور اگر ہر ظالم جان زمین میں جو کچھ ہے و۱۳۵ سب کی مالک ہوتی ضرور اپنی جان چھڑانے میں

بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

دیتی و۱۳۶ اور دل میں چپکے چپکے پشیمان ہوئے جب عذاب دیکھا اور ان میں انصاف سے فیصلہ کردیا گیا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ

اور ان پر ظلم نہ ہوگا سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں و۱۳۷ سن لو

و۱۲۴ یعنی دشمنوں پر عذاب نازل کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا اور انہیں غلبہ دینا یہ سب بہ مشیتِ الٰہی ہے اور مشیتِ الٰہی میں و۱۲۵ اس کے ہلاک و عذاب کا ایک وقت معین ہے، لوحِ محفوظ میں مکتوب ہے۔ و۱۲۶ جس کی تم جلدی کرتے ہو و۱۲۷ جب تم غافل پڑے سوتے ہو۔ و۱۲۸ جب تم معاش کے کاموں میں مشغول ہو۔ و۱۲۹ وہ عذاب تم پر نازل و۱۳۰ اس وقت کا یقین کچھ فائدہ نہ دے گا اور کہا جائے گا: و۱۳۱ بطریق تکذیب واستہزاء و۱۳۲ یعنی دنیا میں جو عمل کرتے تھے اور کفر و تکذیبِ انبیاء میں مصروف رہتے تھے اسی کا بدلہ۔ و۱۳۳ بعث اور عذاب جس کے نازل ہونے کی آپ نے ہمیں خبر دی و۱۳۴ یعنی وہ عذاب تمہیں ضرور پہنچے گا و۱۳۵ مال ومتاع خزانہ و دفینہ و۱۳۶ اور روزِ قیامت اس کو اپنی رہائی کے لئے فدیہ کر ڈالتی مگر یہ فدیہ قبول نہیں اور تمام دنیا کی دولت خرچ کر کے بھی اب رہائی ممکن نہیں، جب قیامت میں یہ منظر پیش آیا اور کفار کی امیدیں ٹوٹیں۔ و۱۳۷ تو کافر کسی چیز کا مالک ہی نہیں بلکہ وہ خود بھی اللہ کا مملوک ہے، اس کا فدیہ دینا ممکن ہی نہیں۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْيٖ وَ

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں وہ جلاتا اور

يُمِيْتُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٦﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ

مارتا ہے اور اسی کی طرف پھروگے اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت

رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ۬ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾

آئی و۱۳۸ اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کیلئے

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں و۱۳۹ وہ ان کے سب

يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ

دھن دولت سے بہتر ہے تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے

مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَ

اپنی طرف سے حرام و حلال ٹھہرالیا ف۱۴۰ تم فرماؤ کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو و۱۴۱ اور

مَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کیا گمان ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا بے شک اللہ

و۱۳۸ اس آیت میں قرآن کریم کے آنے اور اس کے موعظت و شِفا و ہدایت و رحمت ہونے کا بیان ہے کہ یہ کتاب ان فوائدِ عظیمہ کی جامع ہے۔ **مَوعِظت** کے معنی ہیں وہ چیز جو انسان کو مرغوب کی طرف بلائے اور خطرے سے بچائے۔ خلیل نے کہا کہ موعظت نیکی کی نصیحت کرنا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو۔ **شِفاء** سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ پاک قلبی اَمراض کو دور کرتا ہے۔ دل کے امراض، اَخلاقِ ذمیمہ، عقائد فاسدہ اور جہالتِ مُہلِکَہ ہیں، قرآن پاک ان تمام امراض کو دور کرتا ہے۔ قرآن کریم کی صفت میں ہدایت بھی فرمایا کیونکہ وہ گمراہی سے بچاتا اور راہِ حق دکھاتا ہے اور ایمان والوں کے لئے رحمت اس لئے فرمایا کہ وہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ و۱۳۹ فَرَح کسی پیاری اور محبوب چیز کے پانے سے دل کو جو لذت حاصل ہوتی ہے اس کو فرح کہتے ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ ایمان والوں کو اللہ کے فضل و رحمت پر خوش ہونا چاہئے کہ اس نے انہیں مواعظ اور شِفاء صدور اور ایمان کے ساتھ دل کی راحت و سکون عطا فرمائے۔ حضرت ابن عباس و حسن و قتادہ نے کہا کہ اللہ کے فضل سے اسلام اور اس کی رحمت سے قرآن مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور رحمت سے احادیث مراد ہیں۔ ف۱۴۰ جیسے کہ اہلِ جاہلیت نے بحیرہ سائبہ وغیرہ کو اپنی طرف سے حرام قرار دے لیا تھا۔ و۱۴۱ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام کرنا ممنوع اور خدا پر افتراء ہے (اللہ کی پناہ) آج کل بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں ممنوعات کو حلال کہتے ہیں اور مباحات کو حرام، بعض سود کو حلال کرنے پر مصر ہیں، بعض تصویروں کو، بعض کھیل تماشوں کو، بعض عورتوں کی بے قیدیوں اور بے پردگیوں کو، بعض بھوک ہڑتال کو جو خود کشی ہے مباح سمجھتے ہیں اور حلال ٹھہراتے ہیں اور بعض لوگ حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانے پر مصر ہیں جیسے محفل میلاد کو، فاتحہ کو، گیارہویں کو اور دیگر طریقہ ہائے ایصالِ ثواب کو، بعض میلاد شریف و فاتحہ و توشہ کی شیرینی و تبرک کو جو سب حلال و طیب چیزیں ہیں ناجائز و ممنوع بتاتے ہیں، اسی کو قرآن پاک نے خدا پر افترا کرنا بتایا ہے۔

لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ع ﴿۶۰﴾ وَمَا تَكُوْنُ ع
لوگوں پر فضل کرتا ہے وٰ۱۴۲ مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے اور تم کسی
فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا
کام میں ہو وٰ۱۴۳ اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو اور تم لوگ وٰ۱۴۴ کوئی کام کرو ہم
عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ
تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے ہو اور تمہارے رب سے
مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ
ذرّہ بھر کوئی چیز غائب نہیں زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اورنہ اس
اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
سے بڑی کوئی چیز جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو وٰ۱۴۵ سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ ۚۖ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ؕ لَهُمُ الْبُشْرٰى
نہ کچھ غم وٰ۱۴۶ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انھیں خوشخبری ہے
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ
دنیا کی زندگی میں وٰ۱۴۷ اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں وٰ۱۴۸ یہی

وٰ۱۴۲ کہ رسول بھیجتا ہے کتابیں نازل فرماتا ہے اور حلال وحرام سے باخبر فرماتا ہے۔ وٰ۱۴۳ اے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! وٰ۱۴۴ اے مسلمانو! وٰ۱۴۵ کتاب مبین سے لوحِ محفوظ مراد ہے۔ وٰ۱۴۶ ولی کی اصل وِلاء سے ہے جو قرب ونصرت کے معنی میں ہے۔ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو، جب دیکھے دلائلِ قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی اَمر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قربِ الٰہی ہو، اللہ کے ذِکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے یہ صفت اولیاء کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی وناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ متکلمین کہتے ہیں: ولی وہ ہے جو اِعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے ''اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ'' یعنی ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں۔ اولیاء کی یہ صفت احادیثِ کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت سے قربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا بُرہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی خَلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہوگئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کردی گئی ہے جسے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں، ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل وشرف رکھتا ہے وٰ۱۴۷ اس خوشخبری سے

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ وقف لازم

بڑی کامیابی ہے اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو ف۱۴۹ بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے ف۱۵۰ وہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ

سنتا جانتا ہے سن لو بے شک اللہ ہی کی ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ف۱۵۱

وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

اور کاہے کے پیچھے جارہے ہیں ف۱۵۲ وہ جو اللہ کے سوا شریک پکار رہے ہیں وہ تو پیچھے نہیں جاتے مگر

الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ

گمان کے اور وہ تو نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے (اندازے کرتے) ف۱۵۳ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

کہ اس میں چین پاؤ ف۱۵۴ اور دن بنایا تمہاری آنکھیں کھولتا ف۱۵۵ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے

يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي

والوں کے لئے ف۱۵۶ بولے اللہ نے اپنے لئے اولاد بنائی ف۱۵۷ پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ

یا تو وہ مراد ہے جو پرہیزگار ایمانداروں کو قرآن کریم میں جا بجا دی گئی ہے یا بہترین خواب مراد ہے جو مومن دیکھتا ہے یا اس کے لئے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ کثیر احادیث میں وارد ہوا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ولی کا قلب اور اس کی روح دونوں ذکر الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں تو وقت خواب اس کے دل میں سوائے ذکر و معرفتِ الٰہی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے ولی جب خواب دیکھتا ہے تو اس کی خواب حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں بشارت ہوتی ہے۔ بعض مفسرین نے اس بشارت سے دنیا کی نیک نامی بھی مراد لی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: اس شخص کے لئے کیا ارشاد فرماتے ہیں جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ فرمایا: یہ مومن کے لئے بشارتِ عاجلہ ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ رضائے الٰہی اور اللہ کے محبت فرمانے اور خلق کے دل میں محبت ڈال دینے کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے۔ قتادہ نے کہا کہ ملائکہ وقتِ موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دیتے ہیں۔ عطا کا قول ہے کہ دُنیا کی بشارت تو وہ ہے جو ملائکہ وقتِ موت سناتے ہیں اور آخرت کی بشارت وہ ہے جو مومن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اس سے اللہ راضی ہے۔ ف۱۴۸ اس کے وعدے خلاف نہیں ہو سکتے جو اس نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسولوں کی زبان سے اپنے اولیاء اور اپنے فرمانبردار بندوں سے فرمائے۔ ف۱۴۹ اس میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین فرمائی گئی کہ کفار نابکار جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کے خلاف برے برے مشورے کرتے ہیں آپ اس کا کچھ غم نہ فرمائیں۔ ف۱۵۰ وہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ اے سید انبیاء! وہ آپ کا ناصر و مددگار ہے اس نے آپ کو اور آپ کے صدقہ میں آپ کے فرمانبرداروں کو عزت دی جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے اور ایمانداروں کے لئے۔ ف۱۵۱ سب اس کے مملوک ہیں اس کے تحتِ قدرت و اختیار اور مملوک رب نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ کے سوا ہر ایک کی پرستش باطل ہے یہ توحید کی ایک عمدہ برہان ہے۔ ف۱۵۲ یعنی کس دلیل کا اتباع کرتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ف۱۵۳ اور بے دلیل محض گمانِ فاسد سے اپنے باطل معبودوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و نعمت کا اظہار فرماتا ہے۔ ف۱۵۴ اور آرام کر کے دن کی تکان دور کرو۔ ف۱۵۵ روشن تا کہ تم اپنے حوائج (حاجات) و اسبابِ معاش کا سرانجام کر سکو۔ ف۱۵۶ جو سنیں اور سمجھیں کہ جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا وہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے بعد مشرکین کا ایک مقولہ ذکر فرماتا ہے ف۱۵۷ کفار کا یہ کلمہ نہایت قبیح اور انتہا درجہ کے جہل کا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا رد فرماتا ہے۔

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ف۱۵۸ تمہارے پاس اس کی کوئی بھی سند نہیں

اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى

کیا اللہ پر وہ بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں تم فرماؤ وہ جو اللہ پر

اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ

جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا دنیا میں کچھ برت لینا (فائدہ اٹھانا) ہے پھر انھیں ہماری طرف واپس آنا پھر

نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

ہم انھیں سخت عذاب چکھائیں گے بدلہ ان کے کفر کا اور انھیں نوح کی خبر

ع ۱۲ الثلثۃ

نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ

وقف لازم

پڑھ کر سناؤ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر تم پر شاق (ناگوار) گزرا ہے میرا کھڑا ہونا ف۱۵۹

وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ

اور اللہ کی نشانیاں یاد دلانا ف۱۶۰ تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ف۱۶۱ تو مل کر کام کرو

وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا

اور اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنا کام پکا کرلو پھر تمہارے کام میں تم پر کچھ گنجلک (اُلجھن و پوشیدگی) نہ رہے پھر جو ہو سکے میرا کر لو اور

تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا

مجھے مہلت نہ دو ف۱۶۲ پھر اگر تم منہ پھیرو ف۱۶۳ تو میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا ف۱۶۴ میرا اجر تو نہیں مگر

ف۱۵۸ یہاں مشرکین کے اس مقولہ (اللہ نے اپنے لیے اولاد بنائی) کے تین رد فرمائے پہلا رد تو کلمہ "سُبْحٰنَهٗ" میں ہے جس میں بتایا گیا کہ اس کی ذات ولد سے منزّہ ہے کہ وہ واحد حقیقی ہے۔ دوسرا رد "هُوَ الْغَنِيُّ" فرمانے میں ہے کہ وہ تمام خلق سے بے نیاز ہے تو اولاد اس کے لئے کیسے ہوسکتی ہے؟ اولاد تو یا کمزور چاہتا ہے جو اس سے قوت حاصل کرے یا فقیر چاہتا ہے جو اس سے مدد لے یا ذلیل چاہتا ہے جو اس کے ذریعہ سے عزت حاصل کرے غرض جو چاہتا ہے وہ حاجت رکھتا ہے تو جو غنی ہو یا غیر محتاج ہو اس کے لئے ولد کس طرح ہوسکتا ہے نیز ولد والد کا ایک جزو ہوتا ہے تو والد ہونا مرکب ہونے کو مستلزم اور مرکب ہونا ممکن ہونے کو اور ہر ممکن غیر کا محتاج ہے تو حادث ہوا، لہٰذا محال ہوا کہ غنی قدیم کے ولد ہو۔ تیسرا رد "لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ" میں ہے کہ تمام خلق اس کی مملوک ہے اور مملوک ہونا بیٹا ہونے کے ساتھ نہیں جمع ہوتا لہٰذا ان میں سے کوئی اس کی اولاد نہیں ہوسکتا۔ ف۱۵۹ اور مدت دراز تک تم میں ٹھہرنا ف۱۶۰ اور اس پر تم نے میرے قتل کرنے اور نکال دینے کا ارادہ کیا ہے۔ ف۱۶۱ اور اپنا معاملہ اس وَاحِدٌ ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ کے سپرد کیا۔ ف۱۶۲ مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے، حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام بطریق تعجیز (عاجز کردینے کیلئے) ہے مدعا یہ ہے کہ مجھے اپنے قوی و قادر پروردگار پر کامل بھروسہ ہے تم اور تمہارے بے اختیار معبود مجھے کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ ف۱۶۳ میری نصیحت سے۔ ف۱۶۴ جس کے فوت ہونے کا مجھے افسوس ہے۔

عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَ

اللہ پر ف١٦٥ اور مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں سے ہوں تو انھوں نے اسے ف١٦٦ جھٹلایا تو ہم نے اسے اور

مَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور انھیں ہم نے نائب کیا ف١٦٧ اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو

بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ

ہم نے ڈبو دیا تو دیکھو ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا پھر اس کے بعد اور

رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا

رسول ف١٦٨ ہم نے ان کی قوموں کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس روشن دلیلیں لائے تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر

كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ

جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ہم یونہی مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر پھر

بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا

ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ

تو انھوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے

عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ

حق آیا ف١٦٩ بولے یہ تو ضرور کھلا جادو ہے موسیٰ نے کہا کیا حق کی نسبت ایسا کہتے ہو

لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا

جب وہ تمہارے پاس آیا کیا یہ جادو ہے ف١٧٠ اور جادوگر مراد کو نہیں پہنچتے بولے ف١٧١ کیا تم ہمارے پاس

لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي

اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس ف١٧٢ سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور زمین میں تمہیں دونوں

ف١٦٥ وہی مجھے جزا دے گا مدعا یہ ہے کہ میرا وعظ و نصیحت خاص اللہ کے لئے ہے کسی دنیوی غرض سے نہیں۔ ف١٦٦ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو ف١٦٧ اور ہلاک ہونے والوں کے بعد زمین میں ساکن کیا۔ ف١٦٨ ہود، صالح، ابراہیم، لوط، شعیب وغیرہم علیہم السلام۔ ف١٦٩ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے اور فرعونیوں نے پہچان لیا کہ یہ حق ہے اللہ کی طرف سے ہے تو براہِ نفسانیت ف١٧٠ ہرگز نہیں ف١٧١ فرعونی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ ف١٧٢ دین و ملت اور بت

الْاَرْضِؕ وَ مَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ(۷۸) وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ

کی بڑائی رہے اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں اور فرعون و۱۷۳ بولا ہر جادوگر

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ(۷۹) فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ

علم والے کو میرے پاس لے آؤ پھر جب جادوگر آئے ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو

اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ(۸۰) فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِۙ السِّحْرُؕ

تمہیں ڈالنا ہے و۱۷۴ پھر جب انھوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا یہ جو تم لائے یہ جادو ہے و۱۷۵

اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ(۸۱) وَ یُحِقُّ

اب اللہ اسے باطل کر دے گا اللہ مُفسِدوں کا کام نہیں بناتا اور اللہ اپنی

ع ۱۲ ۱۳ ۸ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ(۸۲) ع فَمَاۤ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّیَّةٌ

باتوں سے و۱۷۶ حق کو حق کر دکھاتا ہے پڑے برا مانیں مجرم تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد سے

مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡىٕهِمْ اَنْ یَّفْتِنَهُمْؕ وَ اِنَّ

کچھ لوگ و۱۷۷ فرعون اور اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں انھیں و۱۷۸ ہٹنے پر مجبور نہ کر دیں اور بیشک

فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِۚ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ(۸۳) وَ قَالَ

فرعون زمین میں سر اٹھانے والا تھا اور بیشک وہ حد سے گزر گیا و۱۷۹ اور موسیٰ

پرستی وفرعون پرستی و۱۷۳ سرکش ومتکبر نے چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزہ کا مقابلہ باطل سے کرے اور دنیا کو اس مُغالطہ میں ڈالے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات (معاذاللہ) جادو کی قسم سے ہیں اس لئے وہ۔ و۱۷۴ رسے شہتیر وغیرہ اور جو تمہیں جادو کرنا ہے کرو۔ یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ حق وباطل ظاہر ہو جائے اور جادو کے کرشمے جو وہ کرنے والے ہیں ان کا فساد واضح ہو۔ و۱۷۵ نہ کہ وہ آیاتِ الٰہیہ جن کو فرعون نے اپنی بے ایمانی سے جادو بتایا۔ و۱۷۶ یعنی اپنے حکم اپنی قضاء وقدر اور اپنے اس وعدے سے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو جادوگروں پر غالب کرے گا۔ و۱۷۷ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے کہ آپ اپنی امت کے ایمان لانے کا نہایت اہتمام فرماتے تھے اور ان کے اعراض کرنے سے مغموم ہوتے تھے آپ کی تسکین فرمائی گئی کہ باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے اتنا بڑا معجزہ دکھایا پھر بھی تھوڑے لوگوں نے ایمان قبول کیا ایسی حالتیں انبیاء کو پیش آتی رہی ہیں آپ اپنی امت کے اِعراض سے رنجیدہ نہ ہوں "مِنْ قَوْمِهٖ" میں جو ضمیر ہے وہ یا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔ اس صورت میں قوم کی ذریت سے بنی اسرائیل مراد ہوں گے جن کی اولاد مصر میں آپ کے ساتھ تھی اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو فرعون کے قتل سے بچ رہے تھے کیونکہ جب بنی اسرائیل کے لڑکے بحکمِ فرعون قتل کئے جاتے تھے تو بنی اسرائیل کی بعض عورتیں جو قومِ فرعون کی عورتوں کے ساتھ کچھ رسم وراہ رکھتی تھیں وہ جب بچہ جنتیں تو اس کی جان کے اندیشہ سے وہ بچہ فرعونی قوم کی عورتوں کو دے ڈالتیں ایسے بچے جو فرعونیوں کے گھروں میں پلے تھے اس روز حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لے آئے جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو جادوگروں پر غلبہ دیا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ضمیر فرعون کی طرف راجع ہے اور قوم فرعون کی ذُرِّیَّت (اولاد) مراد ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ قوم فرعون کے تھوڑے لوگ تھے جو ایمان لائے۔ و۱۷۸ دین سے۔ و۱۷۹ کہ بندہ ہو کر خدائی کا مدعی ہوا۔

مُوۡسٰى يٰقَوۡمِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ فَعَلَيۡهِ تَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ

نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اسی پر بھروسہ کرو ف۱۸۰ اگر اسلام

مُّسۡلِمِيۡنَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوۡا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ

رکھتے ہو بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا الٰہی ہم کو ظالم لوگوں کے لئے

الظّٰلِمِيۡنَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿٨٦﴾ وَاَوۡحَيۡنَاۤ

آزمائش نہ بنا ف۱۸۱ اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے ف۱۸۲ اور ہم نے

اِلٰى مُوۡسٰى وَاَخِيۡهِ اَنۡ تَبَوَّاٰ لِقَوۡمِكُمَا بِمِصۡرَ بُيُوۡتًا وَّاجۡعَلُوۡا بُيُوۡتَكُمۡ

موسیٰ اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے مکانات بناؤ اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ

قِبۡلَةً وَّاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ مُوۡسٰى رَبَّنَاۤ

کرو ف۱۸۳ اور نماز قائم رکھو اور مسلمانوں کو خوشخبری سنا ف۱۸۴ اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے

اِنَّكَ اٰتَيۡتَ فِرۡعَوۡنَ وَمَلَاَهٗ زِيۡنَةً وَّاَمۡوَالًا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ رَبَّنَا

تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو آرائش ف۱۸۵ اور مال دنیا کی زندگی میں دیئے اے رب ہمارے

لِيُضِلُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِكَ ۚ رَبَّنَا اطۡمِسۡ عَلٰۤى اَمۡوَالِهِمۡ وَاشۡدُدۡ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ

اس لئے کہ تیری راہ سے بہکاویں اے رب ہمارے ان کے مال برباد کردے ف۱۸۶ اور ان کے دل سخت کر دے

فَلَا يُؤۡمِنُوۡا حَتّٰى يَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِيۡمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدۡ اُجِيۡبَتۡ

کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ف۱۸۷ فرمایا تم دونوں کی دعا

دَّعۡوَتُكُمَا فَاسۡتَقِيۡمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيۡلَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٨٩﴾

قبول ہوئی ف۱۸۸ تو ثابت قدم رہو ف۱۸۹ اور نادانوں کی راہ نہ چلو ف۱۹۰

ف۱۸۰ وہ اپنے فرمانبرداروں کی مدد کرتا اور دشمنوں کو ہلاک فرماتا ہے۔ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ پر بھروسہ کرنا کمال ایمان کا مقتضا ہے ف۱۸۱ یعنی انہیں ہم پر غالب نہ کرتا کہ وہ یہ گمان نہ کریں کہ وہ حق پر ہیں۔ ف۱۸۲ اور ان کے ظلم وستم سے بچا۔ ف۱۸۳ کہ قبلہ رو ہو، حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا قبلہ کعبہ شریف تھا اور ابتداء میں بنی اسرائیل کو یہی حکم تھا کہ وہ گھروں میں چھپ کر نماز پڑھیں تا کہ فرعونیوں کے شر و ایذا سے محفوظ رہیں۔ ف۱۸۴ مددِ الٰہی کی اور جنت کی ف۱۸۵ عمدہ لباس نفیس فرش قیمتی زیور طرح طرح کے سامان۔ ف۱۸۶ کہ وہ تیری نعمتوں پر بجائے شکر کے جری ہو کر معصیت کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ دعا قبول ہوئی اور فرعونیوں کے درہم و دینار وغیرہ پتھر ہو کر رہ گئے حتیٰ کہ پھل اور کھانے کی چیزیں بھی اور یہ اُن نو نشانیوں میں سے ایک ہے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو دی گئی تھیں۔ ف۱۸۷ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تب آپ نے ان کے لئے یہ دعا کی اور ایسا ہی ہوا کہ وہ غرق ہونے کے وقت تک ایمان نہ لائے۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے لئے کفر پر مرنے کی دعا کرنا کفر نہیں ہے۔ (مدارک) ف۱۸۸ دعا کی

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ

اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا سرکشی اور

عَدْوًا ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ

ظلم سے یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آلیا ف۱۹۱ بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے

اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْئٰنَ وَقَدْ

جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں ف۱۹۲ کیا اب ف۱۹۳ اور

عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ

پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا ف۱۹۴ آج ہم تیری لاش کو اُترا دیں (باقی رکھیں) گے

لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا

کہ تو اپنے پچھلوں کے لئے نشانی ہو ف۱۹۵ اور بے شک لوگ ہماری آیتوں سے

لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ ع ۹ ۱۰ ۱۴

غافل ہیں اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ دی ف۱۹۶ اور انھیں

مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ

ستھری روزی عطا کی تو اختلاف میں نہ پڑے ف۱۹۷ مگر علم آنے کے بعد ف۱۹۸ بے شک تمہارا رب قیامت

نسبت حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام دونوں کی طرف کی گئی باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آمین کہنے والا بھی دعا کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ مسئلہ: یہ بھی ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے لہٰذا اس کے لئے اخفاء (آہستہ کہنا) ہی مناسب ہے۔ (مدارک) حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی دُعا اور اس کی مقبولیت کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہوا۔ ف۱۸۹ دعوت و تبلیغ پر ف۱۹۰ جو قبولِ دعا میں دیر ہونے کی حکمت نہیں جانتے۔ ف۱۹۱ تب فرعون ف۱۹۲ فرعون نے یہ تمنائے قبول ایمان کا مضمون تین مرتبہ تکرار کے ساتھ ادا کیا لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا کیونکہ ملائکہ اور عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان مقبول نہیں اگر حالت اختیار میں وہ ایک مرتبہ بھی یہ کلمہ کہتا تو اس کا ایمان قبول کرلیا جاتا لیکن اس نے وقت کھودیا اس لئے اس سے یہ کہا گیا جو آیت میں آگے مذکور ہے۔ ف۱۹۳ حالتِ اضطرار میں جب کہ غرق میں مبتلا ہو چکا ہے اور زندگانی کی امید باقی نہیں رہی اس وقت ایمان لاتا ہے۔ ف۱۹۴ خود گمراہ تھا، دوسروں کو گمراہ کرتا تھا۔ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس ایک استفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ کا کیا حکم ہے ایسے غلام کے حق میں جس نے ایک شخص کے مال و نعمت میں پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق کا منکر ہوگیا اور اپنے آپ مولیٰ ہونے کا مدعی بن گیا اس پر فرعون نے یہ جواب لکھا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریا میں ڈبو دیا جائے جب فرعون ڈوبنے لگا تو حضرت جبریل نے اس کا وہی فتویٰ اس کے سامنے کر دیا اور اس کو اس نے پہچان لیا۔ (سبحان اللہ) ف۱۹۵ علماءِ تفسیر کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی قوم کو ان کے ہلاکت کی خبر دی تو بعض بنی اسرائیل کو شبہ رہا اور اس کی عظمت و ہیبت جو ان کے قلوب میں تھی اس کے باعث انہیں اس کی ہلاکت کا یقین نہ آیا بامرِ الٰہی دریا نے فرعون کی لاش ساحل پر پھینک دی بنی اسرائیل نے اس کو دیکھ کر پہچانا ف۱۹۶ عزت کی جگہ سے یا تو ملکِ مصر اور فرعون و فرعونیوں کے اَملاک (جائیداد) مراد ہیں یا سرزمین شام و قُدس و اُردُن جو نہایت سرسبز و شاداب اور زرخیز بلاد (شہر) ہیں۔ ف۱۹۷ بنی اسرائیل جن

بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ

کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑتے تھے **ف۱۹۹** اور اے سننے والے اگر تجھے کچھ شبہ ہو

مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْــَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ

اس میں جو ہم نے تیری طرف اتارا **ف۲۰۰** تو ان سے پوچھ دیکھ جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں **ف۲۰۱** بے شک

جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۹۴﴾ ۙ وَ لَا تَكُوْنَنَّ

تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا **ف۲۰۲** تو تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو اور ہرگز ان

مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ

میں نہ ہونا جنھوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں کہ تو خسارے والوں میں ہو جائے گا بےشک وہ

حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ ۙ وَ لَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ

جن پر تیرے رب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے **ف۲۰۳** ایمان نہ لائیں گے اگرچہ سب نشانیاں ان کے پاس آئیں

حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْیَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَاۤ

جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں **ف۲۰۴** تو ہوئی ہوتی نہ کوئی بستی **ف۲۰۵** کہ ایمان لاتی **ف۲۰۶** تو اس کا ایمان

اِیْمَانُهَاۤ اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی

کام آتا ہاں یونس کی قوم جب ایمان لائے ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۹۸﴾ وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی

دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت تک انھیں برتنے دیا **ف۲۰۷** اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں

کے ساتھ یہ واقعات ہو چکے **ف۱۹۸** علم سے مراد یہاں یا تو توریت ہے جس کے معنی میں یہود باہم اختلاف کرتے تھے یا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہے کہ اس سے پہلے تو یہود سب آپ کے مُقِر (ماننے والے) اور آپ کی نبوت پر متفق تھے اور توریت میں جو آپ کی صفات مذکور تھیں ان کو مانتے تھے لیکن تشریف آوری کے بعد اختلاف کرنے لگے کچھ ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے حسد و عداوت سے کفر کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ علم سے قرآن مراد ہے۔ **ف۱۹۹** اس طرح کہ اے سید انبیاء! آپ پر ایمان لانے والوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور آپ کا انکار کرنے والوں کو جہنم میں عذاب فرمائے گا۔ **ف۲۰۰** بواسطہ اپنے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے **ف۲۰۱** یعنی علمائے اہلِ کتاب مثلِ حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے تاکہ وہ تجھ کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اطمینان دلائیں اور آپ کی نعت وصفت جو توریت میں مذکور ہے وہ سنا کر شک رَفع (دور) کریں۔ فائدہ: شک انسان کے نزدیک کسی امر میں دونوں طرفوں کا برابر ہونا ہے خواہ وہ اس طرح ہو کہ دونوں جانب برابر قرینے پائے جائیں خواہ اس طرح کہ کسی طرف بھی کوئی قرینہ نہ ہو۔ محققین کے نزدیک شک اقسامِ جہل سے ہے اور جہل و شک میں عام وخاص مطلق کی نسبت ہے کہ ہر ایک شک جہل ہے اور ہر جہل شک نہیں۔ **ف۲۰۲** جو براہینِ لائحہ وآیاتِ واضحہ سے اتنا روشن ہے کہ اس میں شک کی مجال نہیں۔ (خازن)

ف۲۰۳ یعنی وہ قول ان پر ثابت ہو چکا جو لوحِ محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے اور جس کی ملائکہ نے خبر دی ہے کہ یہ لوگ کافر مریں گے وہ **ف۲۰۴** اور اس وقت کا ایمان نافع نہیں۔ **ف۲۰۵** ان بستیوں میں سے جن کو ہم نے ہلاک کیا۔ **ف۲۰۶** اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرتی عذاب نازل ہونے سے پہلے۔ (مدارک) **ف۲۰۷** قومِ یونس

الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے ف۲۰۸ تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں ف۲۰۹

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى

اور کسی جان کی قدرت نہیں کہ ایمان لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ف۲۱۰ اور عذاب ان پر

الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

ڈالتا ہے جنھیں عقل نہیں تم فرماؤ دیکھو ف۲۱۱ آسمانوں اور زمین میں کیا کیا ہے ف۲۱۲

وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ

اور آیتیں اور رسول انھیں کچھ نہیں دیتے جن کے نصیب میں ایمان نہیں تو انھیں کاہے کا انتظار ہے

اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ

مگر انھیں لوگوں کے سے دنوں کا جو ان سے پہلے ہو گزرے ف۲۱۳ تم فرماؤ تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا

انتظار میں ہوں ف۲۱۴ پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کونجات دیں گے بات یہی ہے ہمارے

کا واقعہ یہ ہے کہ نینویٰ علاقہ مَوصِل میں یہ لوگ رہتے تھے اور کفر و شرک میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی طرف بھیجا آپ نے بت پرستی چھوڑنے اور ایمان لانے کا ان کو حکم دیا۔ ان لوگوں نے انکار کیا، حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی، آپ نے انہیں بحکمِ الٰہی نزولِ عذاب کی خبر دی، ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کوئی بات غلط نہیں کہی ہے دیکھو اگر وہ رات کو یہاں رہے جب تو کوئی اندیشہ نہیں اور اگر انہوں نے رات یہاں نہ گزاری تو سمجھ لینا چاہئے کہ عذاب آئے گا۔ شب میں حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے تشریف لے گئے صبح کو آثارِ عذاب نمودار ہو گئے، آسمان پر سیاہ ہیبت ناک ابر آیا اور دھواں کثیر جمع ہوا تمام شہر پر چھا گیا یہ دیکھ کر انہیں یقین ہوا کہ عذاب آنے والا ہے تو انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی جستجو کی اور آپ کو نہ پایا اب انہیں اور زیادہ اندیشہ ہوا تو وہ مع اپنی عورتوں بچوں اور جانوروں کے جنگل کو نکل گئے موٹے کپڑے پہنے اور توبہ و اسلام کا اظہار کیا، شوہر سے بی بی اور ماں سے بچے جدا ہو گئے اور سب نے بارگاہِ الٰہی میں گریہ و زاری شروع کی اور کہا کہ جو یونس علیہ السلام لائے اس پر ہم ایمان لائے اور توبۂ صادِقہ (سچی توبہ) کی، جو مَظالم ان سے ہوئے تھے ان کو دفع کیا، پرائے مال واپس کئے، حتیٰ کہ اگر ایک پتھر دوسرے کا کسی کی بنیاد میں لگ گیا تھا تو بنیاد اُکھاڑ کر پتھر نکال دیا اور واپس کر دیا اور اللہ تعالیٰ سے اِخلاص کے ساتھ مغفرت کی دعائیں کیں۔ پروردگارِ عالم نے ان پر رحم کیا، دعا قبول فرمائی عذاب اٹھا دیا گیا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نزولِ عذاب کے بعد فرعون کا ایمان اور اس کی توبہ قبول نہ ہوئی تو قومِ یونس کی توبہ قبول فرمانے اور عذاب اُٹھا دینے میں کیا حکمت ہے؟ علماء نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں: **ایک تو یہ** کرم خاص تھا قومِ حضرت یونس کے ساتھ۔ **دوسرا جواب یہ** ہے کہ فرعون عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد ایمان لایا جب امیدِ زندگانی ہی باقی نہ رہی اور قومِ یونس علیہ السلام سے جب عذاب قریب ہوا تو وہ اس میں مبتلا ہونے سے پہلے ایمان لے آئے اور اللہ قلوب کا جاننے والا ہے، اِخلاص مندوں کے صدق و اِخلاص کا اس کو علم ہے۔ **ف۲۰۸** یعنی ایمان لانا سعادتِ اَزَلی پر موقوف ہے، ایمان وہی لائیں گے جن کے لئے توفیقِ الٰہی مُساعِد (مددگار) ہو، اس میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ سب ایمان لے آئیں اور راہِ راست اختیار کریں پھر جو ایمان سے محروم رہ جاتے ہیں ان کا آپ کو غم ہوتا ہے اس کا آپ کو غم نہ ہونا چاہئے کیونکہ اَزَل سے جو شقی ہے وہ ایمان نہ لائے گا۔ **ف۲۰۹** اور ایمان میں زبردستی نہیں ہو سکتی کیونکہ ایمان ہوتا ہے تصدیق و اقرار سے اور جبر و اِکراہ (زبردستی کرنے) سے تصدیقِ قلبی حاصل نہیں ہوتی۔ **ف۲۱۰** اس کی مشیت سے **ف۲۱۱** دل کی آنکھوں سے اور غور کرو کہ **ف۲۱۲** جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرتا ہے۔ **ف۲۱۳** مثل نوح و عاد و ثمود وغیرہ۔ **ف۲۱۴** تمہاری ہلاکت اور عذاب کے۔ ربیع بن انس نے کہا کہ عذاب کا خوف دلانے

عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ع ۱۱/۱۵

ذمۂ کرم پر حق ہے مسلمانوں کو نجات دینا تم فرماؤ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے

دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ

کسی شبہ میں ہو تو میں تو اسے نہ پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو و۲۱۵ ہاں اس اللہ کو پوجتا ہوں

الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ لا وَاَنْ اَقِمْ

جو تمہاری جان نکالے گا و۲۱۶ اور مجھے حکم ہے کہ ایمان والوں میں ہوں اور یہ کہ اپنا منہ

وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ

دین کے لئے سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر و۲۱۷ اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا اور اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ

اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کرسکے نہ برا پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ

ظالموں سے ہوگا اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا

يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

بھلا چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں و۲۱۸ اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ

اور وہی بخشنے والا مہربان ہے تم فرماؤ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف

رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

سے حق آیا و۲۱۹ تو جو راہ پر آیا وہ اپنے بھلے کو راہ پر آیا و۲۲۰ اور جو بہکا وہ اپنے

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ ؕ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَ

برے کو بہکا و۲۲۱ اور کچھ میں تم پر کڑوڑا (نگہبان) نہیں و۲۲۲ اور اس پر چلو جو تم پر وحی ہوتی ہے اور

کے بعد اگلی آیت میں یہ بیان فرمایا کہ جب عذاب واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو نجات عطا فرماتا ہے۔ و۲۱۵ کیونکہ وہ مخلوق ہے عبادت کے لائق نہیں۔ و۲۱۶ کیونکہ وہ قادر، مختار، اِلٰہ برحق مستحقِ عبادت ہے۔ و۲۱۷ یعنی مخلص مومن رہو۔ و۲۱۸ وہی نفع وضرر کا مالک ہے تمام کائنات اسی کی محتاج ہے وہی ہر چیز پر قادر اور جود و کرم والا ہے بندوں کو اس کی طرف رغبت اور اس کا خوف اور اسی پر بھروسہ اور اسی پر اعتماد چاہئے اور نفع وضرر جو کچھ بھی ہے وہی۔ و۲۱۹ حق سے یہاں قرآن مراد ہے یا اسلام یا سیّدِ عالم علیہ الصلوۃ والسلام۔ و۲۲۰ کیونکہ اس کا نفع اسی کو پہنچے گا۔ و۲۲۱ کیونکہ اس کا وبال اسی پر ہے۔ و۲۲۲ کہ تم پر جبر کروں

ع ١١/١٢

اصۡبِرۡ حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ ‌ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿١٠٩﴾

صبر کرو ۲۲۳ یہاں تک کہ اللہ حکم فرمائے ۲۲۴ اور وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والا ہے ۲۲۵

ایاتہا ١٢٣ | ١١ سُوۡرَةُ هُوۡدٍ مَّكِّيَّةٌ ٥٢ | رکوعاتہا ١٠

سورۂ ہود مکیہ ہے، اس میں ایک سو تیئیس آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ۱

الٓرٰ‌ ۚ كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍۙ ﴿١﴾

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں ۲ پھر تفصیل کی گئیں ۳ حکمت والے خبردار کی طرف سے

اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ‌ ؕ اِنَّنِىۡ لَـكُمۡ مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ ۙ‏ ﴿٢﴾ وَّاَنِ

کہ بندگی نہ کرو مگر اللہ کی بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں اور یہ کہ

اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ

اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو تمہیں بہت اچھا برتنا (فائدہ) دے گا ۴ ایک ٹھہرائے

مُّسَمًّى وَّيُؤۡتِ كُلَّ ذِىۡ فَضۡلٍ فَضۡلَهٗ‌ ؕ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنِّىۡۤ اَخَافُ

وعدہ تک اور ہر فضیلت والے کو ۵ اس کا فضل پہنچائے گا ۶ اور اگر منہ پھیرو تو میں تم پر

ف۲۲۳ کفار کی تکذیب اور ان کی ایذا پر ف۲۲۴ مشرکین سے قتال کرنے اور کتابیوں سے جزیہ لینے کا۔ ف۲۲۵ کہ اس کے حکم میں خطا و غلط کا احتمال نہیں اور وہ بندوں کے اسرار و مخفی حالات سب کا جاننے والا ہے اس کا فیصلہ دلیل و گواہ کا محتاج نہیں۔ ف۱ سورۂ ہود مکیہ ہے حسن و عکرمہ وغیرہم مفسرین نے فرمایا کہ آیت "وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ" کے سوا باقی تمام سورت مکیہ ہے۔ مقاتل نے کہا کہ آیت "فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ" اور "اُولٰٓئِكَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ" اور "اِنَّ الۡحَسَنٰتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ" کے علاوہ تمام سورت مکی ہے اس میں دس رکوع اور ایک سو تیئیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو کلمے اور نو ہزار پانچ سو سرسٹھ حرف ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم حضور پر پیری کے آثار نمودار ہوگئے۔ فرمایا: مجھے سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ عَمَّ يَتَسَآءَلُوۡنَ اور سورۂ اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ نے بوڑھا کر دیا۔ (ترمذی) غالبًا یہ اس وجہ سے فرمایا کہ ان سورتوں میں قیامت و بعث و حساب و جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔ ف۲ جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد ہوا: "تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ"۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ "اُحۡكِمَتۡ" کے معنی یہ ہیں کہ ان کی نظم محکم و استوار کی گئی۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ اس میں نقص و خلل راہ نہیں پا سکتا وہ بنائے محکم ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کوئی کتاب ان کی ناسخ نہیں جیسا کہ یہ دوسری کتابوں اور شریعتوں کی ناسخ ہیں۔ ف۳ اور سورت سورت اور آیت آیت جدا جدا ذکر کی گئیں یا علیحدہ علیحدہ نازل ہوئیں یا عقائد و احکام و مواعظ و قِصَص اور غیبی خبریں ان میں بہ تفصیل بیان فرمائی گئیں ف۴ عمر دراز اور عیش وسیع و رزقِ کثیر۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اخلاص کے ساتھ توبہ و استغفار کرنا درازیٔ عمر و کشائش رزق کے لئے بہتر عمل ہے۔ ف۵ جس نے دنیا میں اعمالِ فاضلہ کئے ہوں اور اس کی طاعات و حسنات زیادہ ہوں ف۶ اس کو جنت میں بقدر اعمال درجات عطا فرمائے گا۔ بعض مفسرین نے فرمایا: آیت کے معنی یہ ہیں کہ جس نے اللہ کے لئے عمل کیا، اللہ تعالیٰ آئندہ کے لئے اسے عمل نیک و طاعت کی توفیق دیتا ہے۔

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ③ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بڑے دن وے کے عذاب کا خوف کرتا ہوں تمہیں اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے و۸ اور وہ ہر شے پر

قَدِيْرٌ ④ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا

قادر ہے و۹ سنو وہ اپنے سینے دوہرے کرتے (منہ چھپاتے) ہیں کہ اللہ سے پردہ کریں ف۱ سنو

حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ

جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کا چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے

اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑤

بے شک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے

وے یعنی روز قیامت و۸ آخرت میں وہاں نیکیوں اور بدیوں کی جزا وسزا ملے گی۔ و۹ دنیا میں روزی دینے پر بھی، موت دینے پر بھی، موت کے بعد زندہ کرنے اور ثواب وعذاب پر بھی۔ ف۱ شانِ نزول: ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت اَخنس بن شریق کے حق میں نازل ہوئی یہ بہت شیریں گفتار شخص تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا تو بہت خوشامد کی باتیں کرتا اور دل میں بغض وعداوت چھپائے رکھتا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے سینوں میں عداوت چھپائے رکھتے ہیں جیسے کپڑے کی تہ میں کوئی چیز چھپائی جاتی ہے، ایک قول یہ ہے کہ بعضے منافقین کی عادت تھی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا ہوتا تو سینہ اور پیٹھ جھکاتے اور سر نیچا کرتے چہرہ چھپا لیتے تاکہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ نہ پائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بخاری نے افراد میں ایک حدیث روایت کی کہ مسلمان بول وبراز ومجامعت کے وقت اپنے بدن کھولنے سے شرماتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ سے بندے کا کوئی حال چھپا ہی نہیں ہے لہٰذا چاہئے کہ وہ شریعت کی اجازتوں پر عامل رہے۔